باب#۱۷۵- ۱

نیادور، مزید ہدایات

سُوۡرَۃُ الۡمَآئِدَۃ آیات ۱تا۱۱

باب#۱۷۵-۱

نیا دور، مزید ہدایات

سُوۡرَةُ الۡمَآئِدَة پہلا خطبہ آیات ۱تا۱۱

مسلمانوں کی اپنی ایک مستقل تہذیب بن چکی، تمام اسلامی مقبوضات میں مساجد کا نظام [عبادت کے ساتھ تمام معاشرتی اور حکمرانی امور کے مرکز کے طور پر] قائم ہو گیا تھا، ہر بستی اور ہر قبیلے میں امام [جن کی حیثیت اُس بستی کے کمشنر کی سی تھی] مقرر تھے، قبائلی روایت کو یکسر رد کر کے اُن کی جگہ دیوانی و فوجداری قوانین کافی حد تک تشکیل پا چکے تھے۔ شادی بیاہ و طلاق، مارکیٹ کے ضوابط، وراثت کے اصول اور بین الاقوامی رابطے اور جنگی قوانین کی بنیادیں اور روایات مستحکم ہو چکی تھیں۔ مرد و خواتین کے حدودِ کار سے لے کر معمولی معمولی انداز و اطوارِ زندگی کی طرحیں اور تفصیلات جن میں کھانے، پینے، مجلسی آداب، خوشی اور ولادت و تدفین و تعزیت سے لے کر وضو، غسل اور طہارت تک کی تفصیلات جزیات کے ساتھ ایک پورا نظامِ زندگی جسے دینِ اسلام کا نام دیا گیا، تیار ہو گیا اور پوری آب و تاب سے چل گیا تھا۔ ہجرت کے بعد جہاں یہ دین براہِ راست اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں تشکیل پا رہا تھا، وہاں اس دین کو پھیلانے میں تین بڑی رکاوٹیں تھیں

اوّلاً سب سے بڑی رکاوٹ مشرکین مکہ کی مخالفت اور دشمنی تھی جو ہر قیمت پر مکہ سے بچ کر نکل آنے والے اپنے آدمی[1] کو قتل کرنا چاہتے تھے اور اس کی قایم کردہ نئی حکومت کو اور اُس کے اعیان و انصار کو نیست و نابود کرنا چاہتے تھے۔ اُن کے ساتھ تین بڑی جنگیں، [بدر و احد اور خندق] ہو چکی تھیں جن سے وہ اپنے مقصد میں کامیابی تو کجا حاصل کر پاتے ہر مرتبہ مقابلے میں پہلے سے زیادہ کمزور ہوتے چلے گئے اور عالمِ عرب میں اپنی سیاسی اور استحکامی ساکھ کھو بیٹھے تھے۔

ثانیاً یہود تھے جو اپنی توحید و آخرت کی تلقین و تبلیغ کے لیے اور اپنے الہامی علمِ کتاب کے لیے معروف تھے وہ ساری دنیا کو یہ بتا رہے تھے کہ "ہم سے زیادہ نبیوں کو کون پہچانتا ہے، یہ نبی جھوٹا ہے" یہ لوگ منافقین، اہلِ مکہ اور ڈاکہ پیشہ قبائل کے ساتھ مل کر نبی ﷺ اور آپؐ کے ساتھ آئے ہوئے مہاجرین کو یثرب سے بے دخل کرنا

---

۱ محمد بن عبد اللہ ﷺ اور مکے سے نکلنے والے تمام مہاجرینؓ اہلِ مکہ کے 'اپنے آدمی' تھے، اُن کے جاہلانہ خیال میں بھگوڑے تھے۔

چاہتے تھے اور ہر دم کوئی نہ کوئی سازش کرتے، شگوفہ چھوڑتے اور دوسروں کو اسلامی سلطنت سے جنگ پر آمادہ کرتے رہتے تھے۔ پچھلے برسوں میں یہود کو مدینہ سے کامل بے دخل کیا جا چکا تھا اور اِن کے سازشی سرداروں نے مدینے سے دور جا کر خیبر میں پناہ لی تھی، پچھلے برس یہ سارے عرب کو مدینے پر چڑھا کر لائے تھے اور رسوا ہو کر دبکے ہوئے کسی نئی سازش سے قبل اپنے زخم چاٹ رہے تھے۔

ثالثاً اوس و خزرج کے کچھ لوگ تھے جنھوں نے اسلام کو دل کے اطمینان کے ساتھ قبول نہیں کیا تھا مگر خاندان اور قبیلوں کے بیشتر لوگوں کے اسلام قبول کرنے کی بنا پر معاشی اور معاشرتی امور سے بہرہ مند رہنے کے لیے مجبور تھے کہ اسلام کو قبول کرنے کا جھوٹا اعلان کریں، یہ منافقین تھے۔ پچھلے برس سارے عرب کی فوجوں کی مدینے پر ناکام چڑھائی اور اُس کے بعد یہود کے شہرِ مدینہ سے کامل استیصال کی بنا پر وہ مدینے میں اپنے مستقبل سے بہت زیادہ مایوس اور فی الحال دبکے ہوئے تھے۔ کلمہ گو ہونے اور باقاعدگی سے مسجد نبوی میں آنے کی بنا پر اِن کے خلاف کوئی بڑی کاروائی ممکن نہیں تھی۔

کفار مکہ کے ساتھ حدیبیہ میں دس سالہ جنگ بندی کے معاہدے سے مسلمانوں کو روز روز کی مکہ کی جانب سے حملے کے خطرے سے نجات مل گئی اور موقع مل گیا کہ اب اسلام کی دعوت کو لے کر پھیل جائیں اور خیبر کی طرف سے ملنے والے خطرات کی طرف توجہ دیں۔ یہ وہ حالات تھے جن میں خیبر کی جانب حملے کے لیے جانے سے قبل اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر اس باب میں زیرِ گفتگو سورہ، سُوۡرَۃُ الۡمَآئِدَۃ کے بیشتر حصے کو نازل فرمایا۔ ہو سکتا ہے کہ پوری سورہ یکجا ایک خطبے کے طور پر نازل ہوئی ہو لیکن مستند روایت بتاتی ہیں تکمیل دین کا اعلان کرنے والی آیہ مبارکہ [آیت #۳] دورانِ حجۃ الوداع نازل ہوئی اور آیات ۴۱ تا ۸۶ کے مضامین کی شہادت یہ ہے کہ وہ اُس وقت نازل ہوئیں جب بنو نضیر کے یہود مدینے میں موجود تھے (واللہ اعلم) یعنی ربیع الاوّل ۴ ہجری سے قبل۔

بعض روایات کے مطابق یہ نازل ہونے والی آخری سورت ہے، لیکن دوسری زیادہ معتبر روایات کے مطابق آخری سورت سورۃ النصر ہے۔ جیسا اوپر تذکرہ کیا گیا، المائدہ کے مضامین خصوصاً یہود کے بارے میں طویل خطبہ اس امر کے خلاف گواہی دیتا ہے کہ یہ اطرافِ مدینہ سے یہود کے کامل استیصال [غزوہ بنو قریظہ] کے بعد نازل ہوئی ہوں گی۔ ایک روایت کہ جس میں اِس کی آیات ۴۱ تا ۴۴ کو بنو نضیر اور بنو قریظہ کے درمیان قتل کی دیت کے تفاوت پر رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کرانے کی تجویز سے متعلق بتایا گیا ہے یہ ظاہر کرتا ہے کہ سورہ کا یہ حصہ تو یقیناً بنو نضیر کے اخراج سے بھی قبل کا رہا ہو گا یعنی اواخر ۳ ہجری یا اوائل ۴ ہجری۔ اس

سورہ کی آیات ۱۲ تا ۴۴ میں جس انداز سے یہود کا تذکرہ وارد ہوا ہے یہ بالکل ویسا ہی ہے جیسا کہ اُن دنوں (۴ ہجری شروع ہونے سے کچھ قبل یا شروع ہونے پر) نازل ہونے والے دیگر اجزائے قرآن مجید میں وارد ہوا ہے اور اس کی پیشِ منظر سے موزونیت انھی ایّام کی ہے یعنی اواخر ۳ ہجری کی، چہ جائے کہ یہود پر اتمامِ حجت کے بعد اور اُن کے مدینے سے کامل اخراج و استیصال کے ڈھائی تین برس بعد اُن کا اتنا تفصیلی تذکرہ ہو، چناں چہ آیات ۴۵ تا ۸۶ کا سنہ ۷ ہجری کے حالات و واقعات کے ساتھ کوئی تعلق قایم کرنا بڑا مشکل نظر آتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید کے بیشتر اجزا اپنے زمانہ نزول کے احوال سے بڑے پیوستہ نظر آتے ہیں یہ آیاتِ مبارکہ یقیناً ۴ ہجری میں نازل ہوئی ہوں گی (واللہُ اعلم)۔

'کاروانِ نبوت ﷺ' میں متعدد سورتوں کے مختلف اجزا کو اُن کی زمانی ترتیب پر ہی پیش کیا گیا ہے کیوں کہ اُن کے لیے اکثر جگہوں پر روایات یا دیگر مفسرین اور اہلِ علم کی آرا سے بھی تصدیق مل رہی تھی۔ تاہم باوجود اپنے ذاتی یقین کی حد تک اس رجحان کے کہ سورہ المائدہ کی آیات ۴۱ تا ۸۶ اخراج بنو نضیر [۴ ہجری] سے قبل نازل ہوئی ہوں گی (واللہ اعلم)، اِن آیاتِ مبارکہ کو وہاں نہیں رکھا ہے بلکہ پوری سورہ مبارکہ کو یکجا حدیبیہ کے بعد محرم سنہ ۷ ہجری ہی میں [زیرِ مطالعہ باب میں] لائی جا رہی ہے تاکہ قارئین کے سامنے کوئی بالکل اجنبی بات نہ ہو۔ اس موضوع پر مزید کچھ اشارات ۴۱ویں آیہ مبارکہ پر پہنچنے پر سامنے رکھے جا سکیں گے۔

اِس سورہ مبارکہ کا بنیادی موضوع اہلِ ایمان کو اللہ اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ سمع و طاعت کے عہد و پیمان [میثاق، شریعۃ] کی لازمی پابندی کی طرف توجہ دلانا ہے۔ بات کا آغاز اسی بات سے ہوتا ہے اور پھر دہرایا جاتا ہے اور یاد دلایا جاتا ہے کہ تمھیں اس کارزارِ دنیا میں اللہ واسطے کا علمبردارِ انصاف بن کر کھڑا ہونا ہے:

- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ...... ① اے ایمان والو! اپنے عہد و پیمان پورے کرو۔
- وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖٓ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ ⑦ ۔ تم پر اللہ کی جو نعمتیں نازل ہوئی ہیں اُن کی قدر کرو اور اُس عہد کو نہ فراموش کرو جو اُس نے تم سے لیا ہے، جب کہ تم نے اقرار کیا کہ ہم نے مانا اور اطاعت کی، اور اللہ سے ڈرتے رہو
- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاۗءَ بِالْقِسْطِ..... ⑧ اے ایمان والو! اللہ کی رضا کے لیے کھڑے رہو اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو۔

اس ضمن میں یہود و نصاریٰ کی بے اعتدالیوں، اللہ سے کیے گئے عہد کی ناپاس داری (نقضِ عہد) کا بھی تذکرہ ہے اور اُنھیں رجوع الی اللہ کی دعوت بھی ہے، یہ تذکرہ اِس لیے ہے کہ اِن اہلِ کتاب سے امامتِ عالم اور

دنیا کو رشد و ہدایت کی ذمہ داری واپس لے کر مسلمانوں کو دی گئی ہے۔ اس سورہ میں جس دین و شریعت کی پابندی کے عہد پر جم جانے کی نصیحت ہے اُس شریعت میں حرام و حلال کے بارے میں اب تک تشنہ تکمیل رہ جانے والے ضوابط کی تکمیل ہو گئی ہے۔

اِس سورہ میں دو گزرے ہوئے اور ایک روزِ قیامت ہونے والے یعنی کل تین واقعات کا تذکرہ ہے؛

(1) ہابیل و قابیل کا، (۲) حواریوں کی آسمان سے دستر خوان منگوانے کی فرمائش کا اور

(۳) عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی روزِ قیامت اپنے ماننے والوں کے شرک سے قطعی لاعلمی اور برأت کے اظہار کا۔

یہ سورہ مبارکہ تکمیل دین کا اعلان کرنے والی آیہ مبارکہ کو بھی اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، جس کی وجہ سے بھی یہ سورہ بہت اہمیت حاصل کر لیتی ہے، یہ آیہ حجۃ الوداع کے موقع پر یومِ عرفہ کے دن نازل ہوئی:

اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ..... ۝۳ آج کافروں کو تمھارے دین کی طرف سے مایوسی ہو چکی ہے لہٰذا تم اُن سے نہ ڈرو بلکہ، مجھی سے ڈرو، آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا ہے۔ بعض روایات کے مطابق یہ قرآن مجید میں آنے والی آخری آیت ہے، اپنے معانی و مضمون کے لحاظ سے یہ قرآن مجید کا بہت ہی موزوں اختتام نزول محسوس ہوتا ہے تاہم چند روایات سورہ بقرہ کی آیہ ۲۸۱ [وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝۲۸۱] کو آخری وحی بیان کرتی ہیں۔

سُوْرَةُ الْمَآئِدَة آیات ۱ تا ۱۱

آنے والی سطور میں کوشش کی گئی ہے کہ اختصار کے ساتھ آگے بیان کی جانے والی صرف اُن آیات کی توضیح کی جائے، جو آنے والے ترجمے اور مفہوم کے باوجود تشنہ وضاحت ہوں۔ پوری سورہ مبارکہ ایک آبِ جو کی مانند چلتی ہے بات سے بات نکلتی ہے اور اِن باتوں میں قیامت تک کے لیے زمین پر انسانی زندگی کو سلامتی سے چلانے والے قوانین و ہدایات بھی ہیں اور سابقہ تاریخِ انسانی کا جائزے سے سامانِ عبرت و دلیل بھی ہے۔ سورہ کا آغاز اپنے تمام جائز وعدوں اور معاہدوں کو پورا کرنے کی یاددہانی سے ہوتا ہے، اہلِ ایمان کے اور اللہ کے درمیان، فرد فرد کے درمیان یا مسلم قوم کے کسی دوسری قوم و ملک کے ساتھ ہوں، اِن کا اطلاق بیع و شرا، شراکت، اجارہ، نکاح کے معاہدوں سے لے کر ہر طرح کے ادارہ جاتی، دفاعی، سیاسی معاہدوں پر ہوتا ہے، اِن کی پابندی ایک

مسلمان کو اپنی ذاتی حیثیت میں اور اداروں کو ادارتی حیثیت میں اور خلافتِ اسلامیہ کو سلطنت و مملکت کی حیثیت میں کرنی ہے۔

کہا گیا کہ وَ تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَ التَّقۡوٰی ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ ﴿۲﴾ نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں تعاون کرو اور گناہ اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں کسی سے بھی تعاون نہ کرو۔

افراد اپنی ذاتی زندگی میں اور جماعتیں، ادارے اور مسلم خلافت اپنے حریف کے ساتھ اختلافات اور دشمنی سے بالاتر ہو کر ممکنہ حد میں تعاون کریں اور اگر تعاون نہ کر سکتے ہوں تو کسی طور صرف اِس وجہ سے کہ وہ آپ کا مقابل/حریف ہے اُس کی راہ میں روڑے نہ اٹکائیں کہ کہیں اُس کا کریڈٹ وہ نہ لے جائے۔ اسی طور گناہ کے کاموں اور منکرات کو مٹانے کے لیے یہ امت برپا کی گئی ہے، اس کے افراد سے یہ توقع ہی نہیں کی جا سکتی کہ وہ کسی منکر کام میں تعاون کریں گے خواہ وہ اُن کے عزیز و رشتہ دار ہی کیوں نہ کر رہے ہوں

فرمایا گیا کہ ”مویشی کی قسم کے چرند و چوپائے تم پر حلال کیے گئے“ ۔اس حکم کے دائرے میں تمام چرندے (سبز نباتی غذا کھانے والے) جانور آ جاتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے واضح کیا کہ درندے حرام ہیں۔ کھانے کی چیزوں میں جو کچھ بھی حرمت ہے اُن میں سب سے اہم وہ تین ہیں جو دو (۲) اور جگہ بھی بیان کی گئی ہیں

(۱) اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃَ وَ الدَّمَ وَ لَحۡمَ الۡخِنۡزِیۡرِ وَ مَاۤ اُہِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰہِ بِہٖ.... ﴿۱۱۵﴾ سُوۡرَۃُ النَّحۡل

(۲) اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃَ وَ الدَّمَ وَ لَحۡمَ الۡخِنۡزِیۡرِ وَ مَاۤ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیۡرِ اللّٰہِ.... ﴿۱۷۳﴾ سورۃ الۡبَقَرَۃ

(۳) حُرِّمَتۡ عَلَیۡکُمُ الۡمَیۡتَۃُ وَ الدَّمُ وَ لَحۡمُ الۡخِنۡزِیۡرِ وَ مَاۤ اُہِلَّ لِغَیۡرِ اللّٰہِ بِہٖ.... ﴿۳﴾ سُوۡرَۃُ الۡمَآئِدَۃ

(۱) مردار، (۲) خون اور (۳) غیر اللہ کی نذر نیاز۔ فقہائے اسلام کے مطابق مردار سے زیادہ خون غلیظ ہے اور زیادہ حرام ہے اور خون سے زیادہ غیر اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے جو چیز کھلائی جائے وہ غلیظ اور حرام ہے۔ حرام چیزوں میں اُن جانوروں کا گوشت بھی حرام ہے جو استھانوں پر ذبح کیے جائیں جیسا کہ مزاروں پر صاحبِ مزار کی خوشنودی کے لیے ذبح کیے ہوئے جانور۔ غیر اللہ کے ذبیحے سے مراد ایسے جانور کا گوشت ہے جس کے لیے یہ نیت کی گئی ہو کہ یہ فلاں گزرے ہوئے بزرگ یا فلاں صاحبِ مزار کی نذر ہے یعنی اُن کی خوشنودی کی خاطر ہے۔ اسی طرح آستانوں اور درباروں میں نذر و نیاز چڑھانے کے لیے مخصوص جگہوں (نُصُب) پر اللہ کا نام لے کر جو جانور ہمارے کلمہ گو بھائی اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں تو اُن کا بھی گوشت حرام ہو جاتا ہے۔

وہ چیزیں جو کسی ملک، قوم، نظریے اور عقائد کی نمائندگی کرتی ہو وہ اس کا ”شعار“ کہلاتی ہیں جیسے کسی ملک کا

جھنڈا یا اُس کی فوج کی وردی، کرنسی وغیرہ۔ جب کوئی آدمی کسی شعار کی اپنے قول یا فعل سے توہین کرتا ہے تو گویا وہ اُس ملک، قوم، نظریے یا عقائد سے اپنی نفرت و دشمنی کا اظہار کرتا ہے "شعائر اللہ" سے مراد وہ تمام علامات یا نشانیاں ہیں جو شرک و کفر کے مقابلے میں اسلام کی نشانیاں ہیں۔ حاجیوں کا احرام اور قربانی کے جانور بھی شعائر اللہ میں سے ہیں۔ بعض چیزیں، طریقِ عبادت، وضع قطع، لباس، رہن سہن، اصطلاحات وغیرہ وغیرہ معاشرے میں کسی خاص فکر کا نشان بن جاتے ہیں۔ چناں چہ کسی بھی ایسی چیز کا مذاق اُڑانا جس سے دین اسلام کا یا اُس کے ماننے والوں کا مذاق اُڑتا ہو اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہے مثلاً ڈاڑھی کا مذاق یا کسی کو احمق کہنے کے لیے اُسے ملّا یا خلیفہ کہنا۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ سنہ ۷ ہجری تک پہنچتے پہنچتے قوتِ نافذہ کے ساتھ اسلام ایک مکمل دین، ایک ہمہ پہلو نظام زندگی بن چکا تھا اور مخالفین و مشرکین اس کو مٹا دینے اور اس کے ماننے والوں کو جاہلیّت کی طرف واپس لوٹالے جانے سے مایوس ہو چکے تھے۔ پس اب اللہ تعالیٰ کا مطالبہ یہ تھا کہ اُس کے عطا کیے ہوئے قوانین کی زندگی کے کسی بھی گوشے میں خلاف ورزی نہ ہو۔ اب اس کی پیروی میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ کا موقع نہیں رہا تھا۔ اس موقع کا صحیح استعمال اَتمام نعمت کا حق ادا کرنا ہے ہمیں یہود کی طرح، اس دین و شریعت کو پسِ پشت ڈالنے سے بچنا چاہیے، ظاہراً اور باطناً ہر پہلو سے اس کا حق ادا کرنا چاہیے۔ سمع واطاعت کی ذمہ داری ہمارے اور خالقِ ارض و سما کے درمیان ایک میثاق کی حیثیت رکھتی ہے۔ دنیا اور آخرت میں ہماری سرافرازی کے جو بھی وعدے اللہ نے فرمائے ہیں وہ اسی میثاق کو پورا کرنے پر منحصر ہیں۔ میثاق کے تحت ہم تمام مسلمانوں پر بحیثیت امت مسلمہ یہ ذمہ داری ہے کہ ہم اس حق و عدل کے علم بردار بنیں، جو اس آخری شریعت کی شکل میں ہمیں عطا ہوا ہے، خود اس کو اپنی ذات پر، اپنے خاندان پر قایم کریں اور اسی کی شہادت دنیا کے سامنے دیں۔ کسی بھی فرد یا کسی قوم کی دشمنی اور اس کا ناجائز و جارحانہ روّیہ ہمیں عدل کی راہ سے ہٹا کر نفس کے حوالے نہ کر سکے۔

جہاں یہ آیات مبارکہ اپنے زمانۂ نزول کے وقت صحابہ کرامؓ کو اقامتِ دین کی طرف متوجہ کر رہی ہیں، آج اپنی تلاوت کرنے والے ایک ایک مسلمان سے نظام کفر کو مٹا کر معاشرے میں اسلامی نظام کے قیام کا مطالبہ بھی کر رہی ہیں۔ ہماری پارلیمنٹس، عدالتیں، فوج، پولیس کیا تمام ہی ادارے سب کے سب وحی الٰہی کے مقابلے میں مغرب کے اسکالرز سے مستعار لی ہوئی محدود انسانی عقل سے نظام زندگی کو چلا رہے ہیں۔

مسلمانوں کو اجازت دی گئی ہے کہ شریف (نہ کہ حیا باختہ) کتابیہ خواتین سے نکاح کر سکتے ہیں، یہ اجازت اُس وقت دی گئی جب اسلام غالب قوت بن چکا۔ [باقی صفحہ ۱۴۱ پر]

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَوۡفُوۡا بِالۡعُقُوۡدِ ؕ
اُحِلَّتۡ لَـكُمۡ بَهِيۡمَةُ الۡاَنۡعَامِ اِلَّا مَا
يُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ غَيۡرَ مُحِلِّى الصَّيۡدِ وَ
اَنۡتُمۡ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحۡكُمُ مَا
يُرِيۡدُ ﴿۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا
تُحِلُّوۡا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَ لَا الشَّهۡرَ
الۡحَـرَامَ وَ لَا الۡهَدۡىَ وَ لَا الۡقَلَۤائِدَ
وَ لَاۤ آٰمِّيۡنَ الۡبَيۡتَ الۡحَـرَامَ
يَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَ
رِضۡوَانًا ؕ وَ اِذَا حَلَلۡتُمۡ فَاصۡطَادُوۡا ؕ
وَ لَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ اَنۡ
صَدُّوۡكُمۡ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ
اَنۡ تَعۡتَدُوۡا ۘ وَ تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡبِرِّ وَ
التَّقۡوٰى ۖ وَ لَا تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡاِثۡمِ وَ
الۡعُدۡوَانِ ۖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۲﴾ حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ
الۡمَيۡتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحۡمُ الۡخِنۡزِيۡرِ وَ
مَاۤ اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الۡمُنۡخَنِقَةُ وَ
الۡمَوۡقُوۡذَةُ وَ الۡمُتَرَدِّيَةُ وَ النَّطِيۡحَةُ وَ
مَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيۡتُمۡ ۚ وَ مَا
ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ اَنۡ تَسۡتَقۡسِمُوۡا
بِالۡاَزۡلَامِ ؕ ذٰلِكُمۡ فِسۡقٌ ؕ اَلۡيَوۡمَ
يَٮِٕسَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ دِيۡنِكُمۡ

اے ایمان والو! اپنے عہد و پیمان پورے کرو۔ تمھارے لیے مویشی کی قسم کے سب چوپائے حلال کیے گئے، سوائے اُن کے جو تم کو بتائے جا رہے ہیں مگر ایسا نہ ہو کہ تم حالتِ احرام میں ہو اور شکار کو اپنے لیے حلال کر لو، حقیقت یہ ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ اے ایمان والو! شعائر اللہ کی بے حُرمتی نہ کر بیٹھنا اور نہ ہی حرام مہینوں میں سے کسی کو حلال کر لینا، نہ ہدی کے (قربانی کے) جانوروں کو چھیڑنا، نہ قربانی کے پٹّے والے جانوروں پر ہاتھ ڈالنا، نہ اپنے رب کے فضل اور اُس کی رضا جوئی کے لیے عازمین بیت الحرام (کعبہ) سے کوئی تعرض کرنا۔ اور جب احرام اتار دو تو تم شکار کر سکتے ہو۔ اور کسی قوم کی دشمنی، کہ اس نے تمھیں مسجد حرام سے روکا ہے تمھیں اتنا مغلوب الغضب نہ کر دے کہ تم بھی حدود سے تجاوز کر جاؤ۔ نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں تعاون کرو اور گناہ اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں کسی سے بھی تعاون نہ کرو۔ اللہ سے ڈرتے رہو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ تم پر حرام کیے گئے مُردار، خُون، سُور کا گوشت، اور وہ جانور جو غیر اللہ کے لیے ذبح کیا گیا ہو، وہ جو گلا گُھٹ کر، یا چوٹ کھا کر، یا بلندی سے گر کر، یا ٹکر کھا کر مرا ہو، یا جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو۔ سوائے اس کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا حرام نہیں۔ اور وہ جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو۔ نیز یہ بھی تمھارے لیے ناجائز ہے کہ پانسوں کے ذریعہ سے اپنی قسمت معلوم کرو۔ یہ سب افعال اللہ کی شدید نافرمانی کے ہیں۔ آج کافروں کو تمھارے دین کی طرف سے مایوسی ہو چکی ہے

اے ایمان والو! اپنے رب کے ساتھ اپنے عہد و پیمان پورے کرو۔ تمھارے لیے مویشی کی قسم کے سب چوپائے حلال کیے گئے، سوائے اُن کے جو آنے والی آیات میں تم کو بتائے جا رہے ہیں مگر خیال رہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم حالتِ احرام میں ہو اور شکار کو اپنے لیے حلال کر لو، حقیقت یہ ہے کہ حِلّت و حُرمت کا سارا اختیار اللہ ہی کا ہے اور وہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ اے ایمان والو! یقیناً تم اس برس مشرکین کی جانب سے حرم میں داخلے سے روک دیے جانے سے مضطرب ہو مگر حج پر جانے والے دیگر عازمین کے معاملے میں اپنے جذبات پر قابو رکھو اور اللہ، رب العالمین کی بندگی کے امتیازی نشانات (شعائر اللہ) کی کسی بھی انداز سے توہین یا بے حُرمتی نہ کر بیٹھنا اور نہ ہی 'بزعمِ خود خادمین حرم، مشرکین مکہ' کی مانند حرام مہینوں میں سے کسی کو اپنی عسکری اور معاشی اور سماجی ضروریات کی خاطر حلال کر لینا، نہ ہدی کے (قربانی کے) جانوروں کو چھیڑنا، نہ قربانی کے علامتی پٹّے والے جانوروں پر ہاتھ ڈالنا، نہ اپنے رب کے فضل اور اُس کی رضا جوئی کے لیے عازمین بیت الحرام (کعبہ) سے کوئی تعرض کرنا۔ اور جب احرام اتار دو تو تم شکار کر سکتے ہو۔ اور دیکھو، کسی قوم کی دشمنی، کہ اس نے تمھیں مسجد حرام سے روکا ہے تو اس پر تمھیں اتنا مغلوب الغضب نہ کر دے کہ تم بھی ان کی مانند انتقام میں ناروا زیادتیاں کرنے لگو اور حدود سے تجاوز کر جاؤ۔ ایسا نہیں کرنا، بلکہ تمھارا طریق یہ ہونا چاہیے کہ نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں مصروف سب لوگوں سے تعاون کرو خواہ وہ دشمن ہوں یا دوست اور گناہ اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں کسی سے تعاون نہ کرو خواہ اُن کے علم بردار تمھارے اپنے ہی گروہ کے لوگ کیوں نہ ہوں۔ اللہ سے ڈرتے رہو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ جیسا کہ اس سورۃ کے آغاز میں کہا گیا تھا کہ حرام جانوروں کی تفصیل بیان کی جائے گی تو اب سنو کہ تم پر حرام کیے گئے تمام مرے ہوئے جانور (مُردار)، خُون، سُور کا گوشت، اور نذر و نیاز کا وہ جانور جو غیر اللہ کے لیے نام زد کر کے ذبح کیا گیا ہو۔ وہ جو گلا گھٹ کر، یا چوٹ کھا کر، یا بلندی سے گر کر، یا ٹکر کھا کر مرا ہو، یا جسے کسی درندے (کتے کی قبیل کے جانور) نے پھاڑا ہو۔ سوائے اس کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا، حرام نہیں۔ اور وہ جو کسی آستانے، مزار یا استھان پر ذبح کیا گیا ہو۔ نیز یہ بھی تمھارے لیے ناجائز ہے کہ طوطوں اور پانسوں کے ذریعہ سے فال نکلواؤ اور اپنی قسمت معلوم کرو۔ یہ سب افعال اللہ کی شدید نافرمانی اور اُس سے بغاوت کے ہیں۔ آج محمد ﷺ کی رسالت کے انکاریوں (کافروں) کو تمھارے دین یعنی تمھاری توحید، عبادت کے طریقوں اور تہذیب و تمدن کے ختم ہو جانے کی طرف سے مکمل مایوسی ہو چکی ہے

فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ
اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ
نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ
فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ
لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳
يَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ
لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَ مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ
الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا
عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۟ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ
وَ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۴ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ
لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۪ وَ طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۟
وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ
مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ
اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ
مُسٰفِحِيْنَ وَ لَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَ مَنْ
يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۟ وَ هُوَ
١ع فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۵ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ
فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى
الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ
اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ

لہٰذا تم اُن سے نہ ڈرو بلکہ ، مجھی سے ڈرو، آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا ہے۔ جو شخص بُھوک سے مجبُور ہو کر کوئی چیز کھالے، بغیر گناہ کی طرف مائل ہوُے تو بے شک اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ لوگ پُوچھتے ہیں کہ اُن کے لیے کیا کچھ حلال کیا گیا ہے، کہو تمھارے لیے ساری پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں۔ اور شکاری جانوروں میں سے جن کو اُس علم کی بنا پر کچھ سکھا کر تم نے شکار کی تعلیم دی ہو، جو اللہ نے تمھیں سکھایا ہے... .....وہ جس کو تمھارے لیے روک رکھیں اس کو بھی تم کھا سکتے ہو، اُس پر اللہ کا نام لے لیا کرو اور اللہ سے ڈرو، اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ آج سے تمھارے لیے ساری پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں۔ اہلِ کتاب کا کھانا تمھارے لیے حلال ہے اور تمھارا کھانا اُن کے لیے۔ اور شریف عورتیں مسلمان عورتوں میں سے اور شریف عورتیں اُن اہل کتاب میں سے حلال ہیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی، بشرطیکہ اُن کے مہر ادا کر کے تم ان سے باقاعدہ نکاح کرو، یہ نہیں کہ بے قید بد کاری کرتے پھرو یا چوری چُھپے دوستیاں قایم کرو۔ اور جس کسی نے ایمان سے انحراف کیا تو اس کے اعمالِ ضائع ہو جائیں گے اور وہ آخرت میں دیوالیہ ہو گا۔ ١ع اے ایمان والو!، جب تم نماز کے لیے اُٹھو تو اپنے مُنہ اور ہاتھ، کُہنیوں تک دھو لو، سروں پر مسح کر لو اور ٹخنوں تک پاؤں دھو لیا کرو۔

لہٰذا تم اُن سے نہ ڈرو بلکہ ، مجھی سے ڈرو، آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا ہے۔ لہٰذا حرام و حلال کے جو ضابطے تمھیں عطا کر دیے ہیں اُن کی از بس پابندی کرو۔ البتّہ جو شخص بھُوک سے مجبُور ہو کر اُن میں سے (اوپر بیان کردہ حرام چیزوں میں سے) کوئی چیز بقدرِ ضرورت کھالے، بغیر گناہ کی طرف مائل ہوئے ڈرتے ڈرتے اور اللہ کا خوف کھاتے ہوئے تو بے شک اللہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ لوگ پُوچھتے ہیں کہ اُن کے لیے کیا کچھ حلال کیا گیا ہے؟ کہو تمھارے لیے ساری پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں۔ اور شکاری جانوروں میں سے جن کو اُس علم کی بنا پر کچھ سکھا کر تم نے شکار کی تعلیم دی ہو، جو اللہ نے تمھیں سکھایا ہے .... وہ جس شکار کیے جانور کو پکڑ کر تمھارے لیے روک رکھیں اس کو بھی تم کھا سکتے ہو، البتہ اپنے شکاری جانور کو شکار کی جانب روانہ کرتے ہوئے اُس پر اللہ کا نام لے لیا کرو اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرو، اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ آج سے تمھارے لیے ساری پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں۔ اہلِ کتاب کا کھانا (ذبیحہ) تمھارے لیے حلال ہے اور تمھارا کھانا (ذبیحہ) اُن کے لیے۔ اور شریف عورتیں مسلمان عورتوں میں سے اور شریف عورتیں اُن اہل کتاب میں سے بھی حلال ہیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی، بشرطیکہ اُن کے مہر ادا کر کے تم ان سے باقاعدہ نکاح کرو، یہ نہیں کہ بے قید بدکاری کرتے پھرو یا چوری چھُپے دوستیاں اور تعلقات قایم کرو۔ اور جس کسی مومن نے اہلِ ایمان سے اللہ کو مطلوب روّیے سے انحراف کیا تو اس کی زندگی بھر کے سارے اعمالِ صالحہ کا ریکارڈ، اجر کی ضمانت بننے کے لیے ضائع ہو جائے گا اور وہ آخرت میں دیوالیہ ہو گا۔ ١٤ اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اُٹھو تو رسول اللہ ﷺ کے عملی طور پر سکھائے ہوئے طریقے کے مطابق اپنے مُنہ اور ہاتھ کُہنیوں تک دھو لو، سروں پر گیلا ہاتھ پھیر کے مسح کر لو اور ٹخنوں تک پاؤں دھو لیا کرو۔

[صفحہ ۱۳۷ سے آگے کا بقایا مضمون] تھا اور اس نوع کی شادیاں دین و ایمان کے لیے خطرہ نہیں بلکہ فروغ کا باعث تھیں، غلبہ کفر کے دورِ حاضر میں اس طرح کی شادیاں آیات کے موقع و محل کے خلاف ہیں، تاہم اُن کلمہ گو انسانوں کے لیے جنھیں دین و شریعت محض مسلمان خاندان سے جڑے رہنے اور مسلمان معاشرے سے معاشی فوائد حاصل کرنے کے لیے یاد آتی ہے اُن کو کسی موقع و محل کو دیکھنے کی کیا پڑی اُن کی اولادیں، خواہ وہ نکاح سے ہوں یا بغیر نکاح کے، کافروں کی گود میں پل کے کیوں کر حقیقی اور شعوری مومن یکسو بن سکیں گی، ایمان تو وہ جنس نایاب ہے جس کا اُنھیں کوئی ادراک ہی نہیں ہے، سو ایسے مسلمان گھرانوں میں پیدا ہو جانے والے طبقہ بالا و اعلیٰ کے "نذر" لوگوں کے لیے کتابیہ اور غیر کتابیہ کی گفتگو محض ایک تکلفِ مزید ہے!

وَ اِنۡ کُنۡتُمۡ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوۡا ؕ وَ اِنۡ کُنۡتُمۡ
مَّرۡضٰۤی اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ اَوۡ جَآءَ اَحَدٌ مِّنۡکُمۡ مِّنَ
الۡغَآئِطِ اَوۡ لٰمَسۡتُمُ النِّسَآءَ فَلَمۡ تَجِدُوۡا
مَآءً فَتَیَمَّمُوۡا صَعِیۡدًا طَیِّبًا فَامۡسَحُوۡا
بِوُجُوۡهِکُمۡ وَ اَیۡدِیۡکُمۡ مِّنۡهُ ؕ مَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ
لِیَجۡعَلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ حَرَجٍ وَّ لٰکِنۡ یُّرِیۡدُ
لِیُطَهِّرَکُمۡ وَ لِیُتِمَّ نِعۡمَتَهٗ عَلَیۡکُمۡ لَعَلَّکُمۡ
تَشۡکُرُوۡنَ ﴿۶﴾ وَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَیۡکُمۡ وَ
مِیۡثَاقَهُ الَّذِیۡ وَاثَقَکُمۡ بِهٖۤ ۙ اِذۡ قُلۡتُمۡ
سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیۡمٌۢ
بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۷﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا
کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ ۫ وَ لَا
یَجۡرِمَنَّکُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ
اِعۡدِلُوۡا ۟ هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی ۫ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۸﴾ وَعَدَ اللّٰهُ
الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمۡ
مَّغۡفِرَةٌ وَّ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ﴿۹﴾ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَ
کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَحِیۡمِ ﴿۱۰﴾
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ
عَلَیۡکُمۡ اِذۡ هَمَّ قَوۡمٌ اَنۡ یَّبۡسُطُوۡۤا اِلَیۡکُمۡ
اَیۡدِیَهُمۡ فَکَفَّ اَیۡدِیَهُمۡ عَنۡکُمۡ ۚ وَ اتَّقُوا
اللّٰهَ ؕ وَ عَلَی اللّٰهِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۱﴾ ۲۶ ۲۶

اگر تم حالتِ جنابت میں ہو تو نہا کر پاک ہو جاؤ۔ اگر مریض ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری پوری کر کے آئے یا تم عورتوں سے ملے ہو، اور جب تمھیں پانی نہ ملے، تو (پاک ہونے کے ارادے سے) پاک جگہ سے کام لو، بس اُس پر ہاتھ مار کر اپنے چہرے اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو۔ اللہ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا، بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تمھیں پاکیزہ کرے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دے، شاید کہ تم شکر گزار بنو۔ تم پر اللہ کی جو نعمتیں نازل ہوئی ہیں اُن کی قدر کرو اور اُس عہد کو نہ فراموش کرو جو اُس نے تم سے لیا ہے، جب کہ تم نے اقرار کیا کہ ہم نے مانا اور اطاعت کی، اور اللہ سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ دلوں کے وسوسوں تک کو جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ کی رضا کے لیے کھڑے رہو اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو۔ کسی قوم کی عداوت تمھیں اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو، یہی روّیہ تقویٰ سے مناسبت رکھتا ہے۔ اللہ سے ڈرتے رہو، جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے باخبر ہے۔ اللہ نے ایمان لا کر نیک عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے، خطاؤں سے درگزر کرنے کا اور بڑا اجر دینے کا۔ ، جن لوگوں نے انکار کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخی ہیں۔ اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کے اُس احسان کو یاد کرو جب ایک گروہ نے تم پر دست درازی کرنی چاہی تو اللہ نے اُن کے ہاتھ تم پر اُٹھنے سے روک دیے۔ پس اللہ سے ڈرتے رہو، اہلِ ایمان کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ ۲۶

ہاں اگر تم حالتِ جنابت میں ہو تو نہا کر پاک ہو جاؤ۔ اگر مریض ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجت ضروری پوری کر کے آئے یا تم عورتوں سے ملے ہو، اور تمھیں پانی نہ ملے، تو پاک ہونے کے ارادے سے خشک و پاک مٹی کی جگہ دیکھ کر اُس سے کام لو، بس اُس پر ہاتھ مار کر ہاتھوں کو اپنے چہرے اور ہاتھوں پر کُہنیوں تک پھیر لیا کرو۔ اللہ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا، بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تمھیں پاکیزہ طبعیت عطا کرے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دے، شاید کہ تم شکر گزار بنو۔ تم پر اللہ کی جانب سے امامت عالم، دشمنوں پر فتح اور اتمامِ دین کی جو نعمتیں نازل ہوئی ہیں اُن کی قدر کرو اور اُس عہد کو فراموش نہیں کرو جو اُس نے تم سے لیا ہے، جب کہ تم نے اقرار کیا کہ ہم نے مانا اور اطاعت کی، اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو، یقیناً اللہ دلوں کے وسوسوں تک کو جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! اس عہد کا تم سے مطالبہ ہے کہ اللہ کی رضا کے لیے جم کر کھڑے رہو اور عدل و انصاف کی گواہی دینے والے بنو۔ کسی قوم کی عداوت تمھیں اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو، یہی روّیہ تقویٰ سے مناسبت رکھتا ہے۔ اللہ سے ڈر کر کام کرتے رہو، جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اُس سے خوب اچھی طرح باخبر ہے۔ اللہ نے ایمان لا کر نیک عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے، خطاؤں سے درگزر کرنے کا اور بڑا اجر دینے کا۔ اِس کے برعکس، جن لوگوں نے رسول کی دعوت پر لبّیک نہیں کہا اور دین اسلام کا انکار کیا اور ہماری آیتوں اور احکام کو جھٹلایا وہ دوزخی ہیں۔ اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کے اُس احسان کو یاد کرو جو اُس نے ابھی تم پر کیا جب یہود کے ایک گروہ (بنو نضیر) نے ارادۂ قتل کے ساتھ تم پر دست درازی کرنی چاہی [2] تو اللہ نے اُن کے ہاتھ تم پر اُٹھنے سے روک دیے۔ پس اپنے تمام کاموں میں اللہ سے ڈرتے رہو، اہلِ ایمان کو صرف اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ ع۲

☆☆☆☆

۲ **اشارہ** ہے سنہ ۳ ہجری کے اُس واقعے کی جانب جب آپؐ بنو نضیر کے پاس گئے تھے اور اُنھوں نے اوپر سے ایک پتھر گرا کے اپنے مہمان کو قتل کا منصوبہ بنایا مگر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اطلاع کر دی، آپ وہاں سے اُٹھ کر چلے آئے اور محاصرہ کر کے مدینے سے اُنھیں جلاوطن کر دیا۔ اِس سورہ مبارکہ میں یہ حوالہ اور پھر آیات ۴۱تا۸۶ میں یہود سے گفتگو اور تنقید یہ رہنمائی کرتی ہیں کہ یہ مذکورہ آیات یہود کے مدینے سے مکمل استیصال (غزوہ بنو قریظہ) سے قبل ہی نازل ہوئی ہوں گی، اغلباً سنہ ۴ ہجری میں۔

باب ۱۷۵ - ۲

بنو اسرائیل کا میثاق سے نقضِ عہد

سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃ دوسرا خطبہ آیات ۱۲ تا ۴۰ [زمانہ نزول اواخر ۳ ہجری]

سَوَاءِ السَّبِیل

مسلمانوں کو اقوامِ عالم کی رہنمائی اور امامت کے منصب کے عہد اور اُس کے تقاضوں کو یاد دلانے کے لیے تمثیلاً معزولانِ منصب [یہود و نصاریٰ] سے لیے گئے عہد کا تذکرہ ہے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اُس نے بنو اسرائیل کے بارہ (۱۲) میں سے ہر ایک قبیلے پر ایک ایک نقیب، [نگراں سربراہ] خود اسی قبیلہ کے افراد میں سے مقرر رکھنے کا عہد لیا گیا تھا تاکہ وہ اُنھیں گناہوں اور نافرمانی [منکرات] سے بچاتے ہوئے نیکی کی راہ [معروف] پر چلائے۔ اُس کا بنو اسرائیل سے یہ وعدہ تھا کہ اگر تم پابندیِ وقت اور شوق و حضوریِ قلب کے ساتھ نماز کے نظام کو چلاؤ گے [نماز قایم رکھو گے] اور اپنے اموال میں سے فی سبیل اللہ، ناداروں کی مدد اور قیامِ دینِ حق کے لیے مستقل نکالتے رہو گے [زکوٰۃ قایم کرو گے] اور تمھاری ہدایت و اصلاح کے لیے جو لوگ اُٹھائے جائیں گے [میرے رسولوں کی] اُن کی بھرپور مدد و نصرت کرتے رہو گے تو میں تمھیں راہِ راست کو اختیار کرنے کی توفیق سے سدا نوازتا رہوں گا اور پھر بھی بتقاضائے بشری جو تھوڑی بہت خطائیں تم سے ہوتی رہیں گی اُن کو [ندامت کے ساتھ معافی طلب کرنے پر] نظر انداز کر دوں گا۔ اِن ہدایات کے بیان کے بعد اللہ نے بنی اسرائیل سے بہ وضاحت کہا تھا جو اِس اعلانِ تکمیل دین کے موقع پر مسلمان کان کھول کر سُن لیں کہ جس قوم نے بھی دینِ حق [الوہی نظام زندگی] کی اعتدال والی سیدھی راہ [سَوَاءِ السَّبِیل] کو پا کر کھو دیا تو پھر اپنی کوتاہ اور محدود عقل کی رہ نمائی میں اپنی خواہشات اور تعصبات کی پیروی میں تباہی کے انجانے راستوں میں ٹامک ٹوئیاں مارتا رہے گا۔ اہلِ کتاب کا اصل جرم شرک میں مبتلا ہونا تھا اور یہود کے لیے خاص طور پر اُس کی وجہ یہ بیان کی کہ: يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ (کیوں کہ وہ کلام کو اس کے موقع و محل سے ہٹاتے ہیں اور جو تعلیم انہیں دی گئی تھی اُس کا ایک حصّہ بُھول چکے ہیں)۔ اِس کے مقابلے میں نصاریٰ کی حالت یہ بیان فرمائی کہ: وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ (اسی طرح ہم نے اُن لوگوں سے بھی عہد و پیمان لیا تھا جو اپنے آپ کو نصرانی / نصاریٰ کہتے ہیں انھوں نے بھی سبق کا ایک بڑا حصّہ فراموش کر دیا جو اُنھیں نصیحت کیا گیا تھا)

وَ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ
عَشَرَ نَقِيْبًا ؕ وَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ؕ
لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَيْتُمُ
الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَ
عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا
حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ
لَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ
مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾
فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ
جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ
الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَ نَسُوْا حَظًّا
مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى
خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ
عَنْهُمْ وَ اصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا
اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا
حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا
بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ ؕ وَ سَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا
كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾

اور یقیناً اللہ نے بنی اسرائیل سے میثاق لیا تھا اور ان کے درمیان بارہ نقیب مامور کیے تھے اللہ کا اُن سے یہ وعدہ تھا کہ میں تمھارے ساتھ ہوں، اگر تم نماز قایم رکھو گے اور زکٰوۃ دیتے رہو گے، میرے رسولوں پر ایمان لاؤ گے، ان کی مدد کرتے رہو گے اور اللہ کو قرضِ حسن دیتے رہو گے تو میں ضرور تمھاری بُرائیاں تم سے دور کردوں گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی، اب اس عہد و پیمان کے بعد بھی تم میں سے جو بھی کفر کرے گا تو وہ اصل شاہراہ سے ضرور بھٹک جائے گا۔ پھر ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کردی اور ان کے دلوں کو سخت کردیا۔ کیوں کہ وہ کلام کو اس کے موقع و محل سے ہٹاتے ہیں اور جو تعلیم انہیں دی گئی تھی اُس کا ایک حصّہ بُھول چکے ہیں، اور آئے دن تمھیں ان لوگوں کی کسی نہ کسی خیانت کا پتہ چلتا رہتا ہے مگر کم لوگ ہیں جو بچے ہوئے ہیں۔ لہٰذا انہیں معاف کرو اور ان کی حرکات پر درگزر کرتے رہو، اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اسی طرح ہم نے اُن لوگوں سے بھی عہد و پیمان لیا تھا جو اپنے آپ کو نصرانی / نصاریٰ کہتے ہیں انھوں نے بھی سبق کا ایک بڑا حصّہ فراموش کردیا جو اُنھیں نصیحت کیا گیا تھا۔ انجامِ کار ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لیے عداوت اور بغض کی آگ بھڑکا دی اور جلد ہی وہ وقت آئے گا جب اللہ انھیں بتائے گا کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔

اور یقیناً اللہ نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد (میثاق) لیا تھا اور ان کے درمیان بارہ جماعتوں پر بارہ نقیب (سردار) مامور کیے تھے کہ وہ لوگوں سے عہد کی پابندی کرائیں گے اور میثاق کی بنیادی شق اللہ کا اُن سے یہ وعدہ تھا کہ میں تمھارے ساتھ ہوں، اگر تم نماز قایم رکھو گے یعنی پابندی وقت اہتمام اور خشوع و خضوع سے ادا کرو گے، اور زکوٰۃ دیتے رہو گے، میرے رسولوں پر ایمان لاؤ گے، ان کی مدد کرتے رہو گے اور اللہ کو قرض حسن دیتے یعنی آخرت میں اجر کی امید پر بے دریغ خرچ کرتے رہو گے تو میں یومِ حساب ضرور بالضرور تمھاری بُرائیاں تم سے دور (یعنی معاف) کردوں گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی جو اُن کے سدا بہار اور حسین ہونے کی ضمانت ہوں گی، اب اس عہد و پیمان کے بعد بھی تم میں سے جو بھی منکرین کی روش اختیار کرے گا درحقیقت وہ اپنے عہد اور ایمان سے کفر کرے گا تو وہ اصل شاہراہ (سواء السبیل) سے ضرور بھٹک جائے گا۔ پھر ان کی عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کردی اور ان کے دلوں کو سخت کردیا۔ کیوں کہ وہ ہمارے نازل کردہ کلام کو اس کے موقع و محل سے ہٹاتے ہیں اور الفاظ کا اُلٹ پھیر کرکے جو بات کہی گئی ہے اُس کو کہیں سے کہیں لے جاتے ہیں، جو تعلیم انہیں دی گئی تھی اُس کا ایک بڑا حصّہ بُھول چکے ہیں، اور آئے دن تمھیں ان لوگوں کی کسی نہ کسی خیانت کا پتہ چلتا رہتا ہے مگر کم لوگ ہیں جو اس خیانت کاری سے بچے ہوئے ہیں۔ اب جب کہ یہ اس حالت کو پہنچ چکے ہیں تو جو حرکتیں بھی یہ کریں وہ کم ہیں، لہٰذا انہیں معاف کرو اور ان کی حرکات پر درگزر کرتے رہو، اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اسی طرح ہم نے اُن لوگوں سے بھی عہد و پیمان لیا تھا جو اپنے آپ کو نصرانی/نصاریٰ کہتے ہیں انھوں نے بھی سبق کا ایک بڑا حصّہ فراموش کردیا جو اُنھیں نصیحت کیا گیا تھا۔ انجامِ کار ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لیے عداوت اور بغض کی آگ بھڑکا دی اور جلد ہی وہ وقت آئے گا جب اللہ اُنھیں بتائے گا کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے ہیں۔

امت مسلمہ کو اللہ کے ساتھ اپنے عہد پر قایم رہنے کے لیے پچھلی آیات میں بتایا گیا کہ یہود سے کن امور پر عہد لیا گیا اور اشاروں میں بتایا گیا کہ اُنھوں نے کس طرح نقض عہد کیا اور کن راستوں سے اُن میں نقضِ عہد کے

لیے دروازے کھلے۔ جس کے نتیجے میں اُن کے دل سخت ہو گئے اور وہ اللہ کی کتاب کو اُس کے صحیح موضوع سے ہٹا کر اپنے من پسند معانی پہنانے لگے۔ یہود کی یہ کیسی تصویر ہے! جس میں آج کے دور کی امت مسلمہ کی ہو بہو شباہت نظر آتی ہے۔ یہود کے بعد نصاریٰ سے لیے گئے عہد کا ذکر ہے چناں چہ آغاز ہی میں کہا جارہا ہے اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ اُن لوگوں سے بھی عہد و پیمان لیا تھا انھوں نے سبق کا ایک بڑا حصّہ فراموش کر دیا جو اُنھیں نصیحت کیا گیا تھا۔ اس نقضِ عہد کے نتیجے میں کیا ہوا؟ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لیے عداوت اور بغض کی آگ بھڑکا دی۔

كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ

آگے آنے والی آیات میں نصاریٰ کا تذکرہ جاری رہتا ہے۔ بتایا جارہا ہے کہ اُن پر شیطان کس راستے سے عہد و میثاق کی خلاف ورزی کرانے کے لیے حملہ آور ہوا، خرابی کی بنیاد کہاں پڑی اور کیوں کر وہ جڑ پکڑتی چلی گئی۔ اللہ فرمارہا ہے کہ بنیادی معاملہ اُن کے غلو کا تھا، جو شرک بن گیا۔ بعینہٖ آج کے دور کے کچھ مسلمان گروہوں کی مانند جو نبی ﷺ اور اپنے اپنے علاقوں میں اپنے پسند کیے ہوئے لوگوں [بزرگوں] کو انسانیت اور الوہیت کا مرکب قرار دے دیتے ہیں۔ نصاریٰ نے بھی یہی غلطی کی تھی، حالاں کہ قرآن مجید نے امتِ مسلمہ کو آغازِ سفر میں نصاریٰ کی اس غلطی کا حوالہ دے کر اس سے بچنے کی ہدایت کی تھی۔ [لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ

یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنھوں نے کہا کہ مسیحؑ ابنِ مریم ہی اللہ ہے۔ اِن سے کہو کہ کون ہے جس کا کچھ بھی اللہ پر زور چلتا ہو کہ اگر وہ ہلاک کر دینا چاہے مسیح ابنِ مریم کو اور اس کی ماں کو اور جو بھی اِس زمین پر ہے، اُس کو؟]

جن لوگوں کا واسطہ شرک میں ڈوبے ہوئے مسلمانوں سے نہیں پڑا ہو، اُنھیں شاید یہ بات عجیب اور ناقابلِ یقین معلوم ہو کہ مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے میں بعینہٖ عیسائیوں کی مانند اپنے نبی اور بزرگوں کے مرتبے میں غلو کی وجہ سے وہی گم راہی سرائیت کر گئی جس سے بچنے کی اللہ نے تاکید کی تھی۔

جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ مسلمانوں کے ایک طبقے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی بشریت، رسالت اور اللہ کی الوہیت کی حقیقت الجھ گئی ہے اور ایک معما بن کر رہ گئی جسے اُن کے علماء لفّاظی اور قیاس آرائی کی مدد سے حل کرنے کی جتنی کوشش کرتے ہیں اُتنے ہی زیادہ اُلجھتے چلے جاتے ہیں۔ یہی غلطی عیسائیوں نے کی تھی۔

عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے وہ مسلم جنھوں نے اپنے خاص لقب نصاریٰ کو چھوڑ کر مسیحی بننا پسند کیا آہستہ آہستہ شرک میں مبتلا ہو گئے اور مسیح علیہ السلام کی بزرگی اور معصومیت میں اس حد تک غلو کے مرتکب ہوئے کہ اللہ کے بجائے عیسیٰؑ کے بندے اور پجاری ہو گئے، خلافِ توراۃ و انجیل اپنے عقائد اور شرکیہ اعمال کی تاویل میں یہ کہا کہ اللہ تک اِن کی رسائی نہیں لہٰذا ساری دعائیں مسیح علیہ السلام سے براہِ راست یا اُن کے واسطے سے مانگی جا سکتی ہیں جب کہ دعا ہی در حقیقت عبادت ہے، عبادت کا مغز ہے۔ عیسائیوں کے اذہان میں اللہ اور مسیح کا فرق مٹ گیا، بعد میں ان دونوں کے ساتھ مریم علیہا السلام کو بھی خداوں کی ٹیم میں شامل کر لیا۔ انجام کار عیسیٰ علیہ السلام کی بزرگی اور معصومیت کا غلو اُن کو شرک کے غار میں تین دروازوں سے لے گیا:

- عیسائیوں کے وہ فرقے اور گروہ جو اُن کے انسان یا بشر ہونے کا انکار نہ کر سکے تشبیہ و استعاروں کی زبان میں مسیحؑ کو اللہ کا بیٹا اور خداوند کو باپ بنا بیٹھے اور مریم علیہا السلام کو مادرِ خدا، یوں تین مستقل خداؤں کے گورکھ دھندے میں پھنس گئے۔
- عیسائیوں کے وہ فرقے اور گروہ جنھوں نے اُن کے انسان یا بشر ہونے کا انکار کیا اُنھوں نے مسیحؑ کو اللہ تعالیٰ کا جسمانی ظہور قرار دے کر عین اللہ بنا لیا گویا "نور من نور الله" بنا دیا۔
- عیسائیوں کے وہ فرقے اور گروہ جنھوں نے اوپر مذکورہ دونوں گروہوں کے درمیان کھڑا ہونا پسند کیا یعنی دونوں میں سے کسی کو بھی غلط نہیں کہنا چاہا اُنھوں نے کتاب الٰہی اور اقوالِ رسولؑ کی ایسی ایسی دور از کار لفظی تاویلیں اور تعبیریں فراہم کیں جن سے مسیحؑ کو انسان بھی کہا جاتا ہے اور اس کے ساتھ خدا بھی سمجھا جاتا ہے۔

یہ بڑی بے وقوفی کی بات تھی کہ مخلوق (مسیحؑ) کے معجزات و کمالات کو دیکھ کر انھی پر خالق ہونے کا گمان کر لیا جائے، حالاں کہ جو بھی انسانی طاقت سے باہر حیران کن کمال عیسیٰؑ نے دکھایا وہ اللہ کا کمال تھا، اُس کے حکم سے تھا نہ کہ عیسیٰؑ کے حکم سے وَاِذۡ تَخۡلُقُ مِنَ الطِّيۡنِ كَهَيۡـئَةِ الطَّيۡرِ بِاِذۡنِىۡ فَتَنۡفُخُ فِيۡهَا فَتَكُوۡنُ طَيۡرًاۢ بِاِذۡنِىۡ وَتُبۡرِئُ الۡاَكۡمَهَ وَالۡاَبۡرَصَ بِاِذۡنِىۡ ۚ (تُو مٹی سے ایک صورت پرندے کی میرے حکم سے بناتا اور اس میں پھونک مارتا تھا، اور وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتی تھی، تُو مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا۔)

سورہ المائدہ کی زیرِ مطالعہ آیات میں جہاں مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کی عہد و میثاق کی خلاف ورزی کے نمونوں سے عبرت پکڑنے کی تلقین ہے وہیں اِن اہلِ کتاب کو بھی دعوت ہے کہ عیسیٰ اور موسیٰ علیہما السلام کو مبعوث کرنے والے خالق و مالک ہی کی جانب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسالت کی خدمت پر مامور ہیں پس ایمان لاو۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ
لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ
الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ
مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝١٥ يَّهْدِيْ بِهِ
اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ
يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ
يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝١٦ لَقَدْ
كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ
ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ
شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ
مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَ
لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ
يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ۝١٧ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ
اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ
بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ
يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ
لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ٞ
وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝١٨ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ
جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ
مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْ
بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ٞ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّ
نَذِيْرٌ ؕ

اے اہلِ کتاب! تمھارے پاس ہمارا رسولؐ آ گیا ہے جو کتابِ الٰہی کی اُن بہت سی باتوں کو تمھارے سامنے کھول کر بیان کر رہا ہے جو تم چھپاتے تھے، اور تمھاری بہت سی باتوں سے صرفِ نظر بھی کر رہا ہے۔ تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشنی آگئی ہے، اور وہ ایک کتاب ہے جو حق کو واضح کرتی ہے۔ اِس کے ذریعے اللہ اُن لوگوں کو جو اس کی رضا کے جویا ہیں سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے اور اپنی توفیق سے اُن کو تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور راہِ راست کی جانب اُن کی رہنمائی کرتا ہے۔ یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنھوں نے کہا کہ مسیحؑ ابنِ مریم ہی اللہ ہے۔ اِن سے کہو کہ کون ہے جس کا کچھ بھی اللہ پر زور چلتا ہو کہ اگر وہ ہلاک کر دینا چاہے مسیح ابنِ مریم کو اور اس کی ماں کو اور جو بھی اِس زمین پر ہے، اُس کو؟ اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں اور ان کے درمیان ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یہود اور نصاریٰ نے دعویٰ کیا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔ ان سے پوچھو، پھر وہ تمھارے گناہوں پر تمھیں سزا کیوں دیتا رہا ہے؟ نہیں، بلکہ تم بھی ویسے ہی انسان ہو جیسے اور انسان اُس نے پیدا کیے ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے معاف کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں اور ان کے درمیان ہے، اور اسی کی طرف سب کو لوٹنا ہے۔ اے اہلِ کتاب! ہمارا یہ رسولؐ جو تمھیں صاف صاف بتا رہا ہے اور تمھارے پاس رسولوں کی آمد کے ایک وقفے کے بعد آ پہنچا ہے، تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ہوشیار کرنے والا ہی نہیں آیا۔ سو دیکھ لو! اب وہ بشارت دینے اور ڈرانے والا آ گیا۔

اے اہلِ کتاب! تمھارے پاس ہمارا رسولؐ آگیا ہے جو کتابِ الٰہی کی اُن بہت سی ضروری باتوں کو تمھارے سامنے کھول کر بیان کر رہا ہے جو تم چھپاتے تھے اور جن کا ظاہر ہونا دینِ حق کی وضاحت کے لیے ضروری تھا، اور تمھاری بہت سی چھپائی ہوئی اور تبدیل کی ہوئی باتوں سے صرفِ نظر بھی کر رہا ہے جن کی وضاحت ضروری نہیں۔ اِس قرآن مجید کی شکل میں تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشنی آگئی ہے، اور وہ ایک کتاب ہے جو حق پر ڈالی گرد کو جھاڑتی اور اُسے واضح کرتی ہے۔ اِس کتاب کے ذریعے اللہ اُن لوگوں کو جو اس کی رضا کے جویاہیں سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے اور اپنی توفیق اور اِذن سے اُن کو جاہلیت کی تاریکیوں سے نکال کر نورِ ہدایت کی طرف لاتا ہے اور دینِ اسلام کی راہِ راست کی جانب اُن کی رہنمائی کرتا ہے۔ یقیناً شرک کرنے کی بنا پر وہ لوگ کافر ہوگئے جنھوں نے کہا کہ مسیحؑ ابنِ مریمؑ ہی اللہ کا ایک روپ ہے۔ اے محمدؐ! اِن سے کہو کہ کون ہے جس کا اللہ پر کچھ بھی زور چلتا ہو کہ اگر وہ ہلاک کر دینا چاہے مسیحؑ ابنِ مریمؑ کو اور اس کی ماں کو اور جو بھی اِس زمین پر ہے اُس کو، تو کس کی طاقت و مجال ہے کہ اُس کو روک سکے؟ اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں اور ان کے درمیان ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کو پیدا کرنے اور فنا کرنے، کسی بھی منصوبے کو بنانے اور روبعمل لانے پر قادر ہے۔ یہود اور نصاریٰ نے دعویٰ کیا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے چہیتے ہیں۔ ان سے پوچھو، پھر وہ تمھارے گناہوں پر تمھیں سزا کیوں دیتا رہا ہے؟ نہیں، بلکہ تم بھی ویسے ہی انسان ہو جیسے اور انسان اُس نے پیدا کیے ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے معاف کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سزا دیتا ہے اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں اور ان کے درمیان ہے، اور اسی کی طرف سب کو لوٹنا ہے۔ اے اہلِ کتاب! ہمارا یہ رسُولؐ جو دین کی باتیں تمھیں صاف صاف بتا رہا ہے تمھارے پاس رسولوں کی آمد کے ایک وقفے کے بعد آپہنچا ہے، تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ہوشیار کرنے والا ہی نہیں آیا۔ سو دیکھ لو! اب وہ بشارت دینے اور ڈرانے والا آگیا۔

اہلِ کتاب میں یہود کی جانب روئے سخن تھا، تاریخ کی گزرگاہ میں اُن کے دوش بدوش نصاریٰ بھی کھڑے تھے، کچھ گفتگو اُن کے بارے میں، اُن کے نقضِ عہد کے بارے میں، اُن کے شرک میں مبتلا ہونے اور مسیح علیہ السلام کو

رب بنانے کے بارے میں بات ہوئی، اب روئے سخن دوبارہ اُنھی یہود کی جانب پھر جاتا ہے۔ اور یاد لایا جاتا ہے کہ تم نے تو موسیٰؑ سے بڑے وعدے وعید کیے تھے، یاد کرو، پھر جب تم نے من و سلویٰ کی قدر نہ کی اور ترکاری، ککڑی، مسور اور پیاز وغیرہ مانگنے لگے تھے اور اِس فرمائش کو پورا کرنے کی خاطر جب ہم نے تم کو جہاد کے لیے سرزمین کنعان میں داخل ہونے کے لیے کہا تھا تو تم نے بزدلی دکھائی تھی۔

دشتِ فاران میں بنو اسرائیل کی صحرا نوردی

آگے آنے والی آیہ ۲۱ میں " الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ " سے مراد کنعان [فلسطین اور اُس کے نواح] کا علاقہ ہے جو ابراہیمؑ ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا مسکن رہ چکا تھا۔ توراۃ کی کتاب گنتی باب ۱۳/۱۴ کے مطابق موسیٰؑ نے دشت فاران میں بنی اسرائیل کو اس علاقے کے کسی شہر پر حملے کی ہدایت کی تھی، اِس مقصد کے لیے انھوں نے بارہ سرداروں کا ایک وفد شہر کے معاشرتی اور دفاعی حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا۔ جو چالیس دن کا دورہ کر کے وہاں سے واپس آیا، جیسے ہمارے "لیڈرانِ گرامی" مغربی ممالک سے مرعوب واپس آتے ہیں اور پوری مسلم امت کو اُن کی غلامی کا درس دیتے ہیں۔ اُسی طرح اِس وفد کے اراکین اپنی بدحالی کے مقابلے میں اُس علاقے کی زرخیزی اور لوگوں کی خوشحالی اور پھر وہاں کے باشندوں کے قد و قامت، رنگ روپ اور اُن کی زور آوری سے مرعوب ہو کر رہ گئے، کہنے لگے "وہاں جتنے آدمی ہم نے دیکھے وہ بڑے قد آور ہیں اور ہم نے وہاں بنی عناق کو بھی دیکھا جو جبّار ہیں اور جبّاروں کی نسل سے ہیں، اور ہم تو اپنی ہی نگاہ میں ایسے تھے جیسے ٹِڈے ہوتے ہیں اور ایسے ہی اُن کی نگاہ میں بھی تھے۔''

قارئین کی یاد دہانی کے لیے عرض ہے یہاں اس واقعہ کو بیان کرنے کا مقصود ایک جانب مسلمانوں کو یہ سمجھانا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایمان کے دعوے داروں نے اللہ سے میثاق کرنے کے بعد اُس سے انحراف، نافرمانی، اور پست ہمتی سے کام لے کر جو سزا پائی تھی، اگر ویسی ہی روش محمد عربی ﷺ کے نام لیواؤں نے دکھائی تو عرب کے صحرا منہ کھولے اُن کو ہڑپ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ دوسری جانب یہود کو اُن کا شرمناک ماضی جتایا جائے، جو خیبر اور فدک وغیرہ کے علاقوں میں، بیٹھے بنو قریظہ کے استیصال کے زخم چاٹ رہے اور غطفان اور دوسرے قبائلِ نجد کو پھر سے مسلمانوں کے خلاف یا اُن کے حملوں سے بچاؤ کے لیے دفاعی معاہدے کر رہے ہیں، اُن کو تنبیہ ہے کہ اگر اللہ اور اُس کے رسولؐ کے مقابلہ میں باغیانہ روش سے باز نہ آؤ گے تو اے بنی اسرائیلیو، جیسی سزا تمھیں پہلے ملی تھی اب اس سے زیادہ بڑی سزا تمھاری منتظر ہے۔

بنو اسرائیل کے کنعان سے واپس آنے والے مطالعاتی وفد کی واضح اکثریت نے کہا کہ ہم میں مجال وطاقت نہیں کہ اُن سے لڑسکیں، یہ بیان بنی اسرائیل کے لیے نہایت حوصلہ شکن ثابت ہوا۔اِن کی قوم کے 'روشن خیال دانش ور اور عسکری ماہرین' پکار اُٹھے : "کیا ہمارے لیے بہتر نہ ہو گا کہ ہم مصر کو واپس چلے جائیں"۔ پھر وہ آپس میں کہنے لگے کہ آؤ ہم کسی کو اپنا سردار بنالیں اور مصر کو لوٹ چلیں[1]۔ "تاہم اس خوف زدہ وفد میں سے دو سرداروں نے اللہ پر ایمان اور اُس کے وعدے پر بھروسہ رکھنے کی توفیق پائی۔ توراۃ میں ان دو اراکینِ وفد کے نام یوشع اور کالب بتائے گئے ہیں۔ انھوں نے قوم کی ہمت بندھانے کی از بس کوشش کی مگر بنی اسرائیل اِن دونوں حوصلہ مندوں سے اتنا بدظن ہوئے کہ کہنے لگے "اِنہیں سنگ سار کردو"، قوم اِن باہمت مصلحین کو اپنے اندر گوارا تک کرنے کے لیے تیار نہ تھے[2]۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکا اور اس نے فیصلہ فرمایا کہ اچھا اب یُوشع اور کالب کے سوا اس قوم کے بالغ مردوں میں سے کوئی بھی اُس سرزمین میں داخل نہ ہونے پائے گا۔ یہ قوم چالیس برس تک ریگستان میں ٹھوکریں کھاتی رہے گی، تاآں کہ جب ان کے موجودہ سارے ڈرپوک جوان مرد، عمر رسیدہ ہوکر مر جائیں اور نئی نسل جس نے فرعون کی غلامی کا زمانہ نہیں دیکھا جوان ہوکر اُٹھے گی تب فلسطین فتح کرنا اُن کو نصیب ہوسکے گا۔ چناں چہ اللہ کا یہ فیصلہ نافذ ہوا، دشتِ فاران سے شرق اُردن پہنچتے پہنچتے پورے ۳۸ برس لگ گئے۔اِس دوران میں وہ سب شرک کے رسیا، گوسالہ پرستی کے شائقین جو جوانی کی یا پکی عمر میں مصر سے نکلے تھے موت کے منہ میں جاچکے تھے۔ شرق اُردن فتح کرنے کے بعد موسیٰؑ کی بھی موت کا مقررہ وقت آگیا اور اُن کی وفات ہوگئی، یُوشع بن نون اُن کے خلیفہ بنے پھر کہیں جاکر بنو اسرائیل نے فلسطین فتح کیا۔

ا منافقین کی سرشت ہر دور میں ایک ہی جیسی رہی ہے، وہ بنی اسرائیل کے منافقین ہوں جو موسیٰؑ علیہ السلام کو اذیت پہنچاتے تھے یا مدینے میں عبداللہ بن ابی کی قبیل کے لوگ۔ یادش بخیر، جب میدانِ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کے قتل کی افواہ عام ہوئی تھی تو بعض نے شکست تسلیم کر کے ہتھیار پھینک دیئے۔ حد یہ ہوئی کہ وہ منافقین جو جنگ شروع ہونے سے قبل رئیس المنافقین بن ابی کے ساتھ بھاگے نہیں تھے کہنے لگے کہ چلو عبداللہ بن اُبی سے مل کر کہا جائے کہ وہ ابوسفیان سے اُن کے لیے امان طلب کردے۔[دیکھیے کاروانِ نبوت جلد دہم، باب ۱۴۵، صفحہ ۱۳۲]

۲ بالکل ویسے ہی جیسے موجودہ دور کے مسلمان اور اُن کے فرقوں کے قائدین اور اُن کی حکومتیں اور افواج کسی بھی اعلائے کلمۃ اللہ کی پکار بلند کرنے والے کو برداشت نہیں کرپاتے، حالیہ برسوں میں بنگلہ دیش، مصر، سوڈان، الجزائر اور کہاں کہاں نہیں، مسلمانوں کے درمیان اُن کی حکومتوں نے اور اُن کے اربابِ اختیار اور اُن کی ایجنسیز نے اسلام کے علم بردار قائدین اور مصلحین کو پھانسی کی سزائیں دی ہیں۔

ع۳ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۠۝۱۹ وَ اِذْ قَالَ
مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ
عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَ
جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ
اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ۝۲۰ یٰقَوْمِ ادْخُلُوا
الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ
وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا
خٰسِرِیْنَ۝۲۱ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِیْهَا قَوْمًا
جَبَّارِیْنَ ۖۗ وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى
یَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا
فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ۝۲۲ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ
یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمَا ادْخُلُوْا
عَلَیْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ
غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِیْنَ۝۲۳ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ
نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ
اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا
قٰعِدُوْنَ۝۲۴ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا
نَفْسِیْ وَ اَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ
الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ۝۲۵ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ
عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۚ یَتِیْهُوْنَ فِی
الْاَرْضِ ؕ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ
الْفٰسِقِیْنَ۠۝۲۶ ع۴

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ع۳ اے بنی اسرائیل ذرا یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی اُس نعمت کا خیال کرو جو اس نے تمھیں دی، اُس نے تمھارے درمیان انبیاء مبعوث کیے، تمھارے درمیان سے بادشاہ اُٹھائے اور تم کو وہ کچھ دیا جو دُنیا میں کسی کو نہ دیا تھا۔ اے میری قوم کے لوگو! اس مقدّس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمھارے لیے لکھ دی ہے، اور پیچھے نہ ہٹو ورنہ ناکام و نامرادوں میں سے ہو کر رہ جاؤ گے۔ انہوں نے جواب دیا ''اے موسیٰؑ! وہاں تو بڑے زور آور اور سرکش لوگ رہتے ہیں، ہم وہاں ہر گز نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں۔ ہاں اگر وہ نکل جائیں تو ہم داخل ہونے کے لیے تیار ہیں۔ اِنھی ڈرپوک لوگوں میں دو مرد ایسے بھی تھے جن کو اللہ نے نعمت سے نوازا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اِن کے دروازے کے اندر گُھس جاؤ، جوں ہی تم اندر پہنچو گے تو تم ہی غالب رہو گے۔ اللہ پر بھروسہ رکھو اگر تم اُس پر ایمان رکھتے ہو۔ لیکن لوگوں نے جواب دیا کہ اے موسیٰؑ! ہم تو وہاں تا ابد نہ جا پائیں گے جب تک وہ وہاں موجود ہیں۔ بس تو اور تیرا رب، دونوں جائیں اور لڑیں، ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ (موسیٰؑ نے) کہا، اے میرے پروردگار، میرا اپنی جان اور اپنے بھائی کے سوا کسی پر کچھ زور نہیں پس تُو ہم میں اور اِن فاسقوں کی قوم میں جدائی ڈال دے۔ فرمایا، یہی بات ہے تو یہ آیندہ چالیس برس تک ان پر حرام ہے، یہ زمین میں مارے مارے پھریں گے، (اے موسیٰ) اِس فاسق قوم پر ہر گز غم نہ کھا ع۴

اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ۳۶ اے بنی اسرائیل ذرا یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی اُس نعمت کا خیال کرو جو اس نے تمھیں دی، اُس نے تمھارے درمیان انبیاء مبعوث کیے، تمھارے درمیان سے بادشاہ اُٹھائے اور تم کو وہ کچھ دیا جو دُنیا میں کسی کو نہ دیا تھا۔ اے میری قوم کے لوگو! فلسطین کی اس مقدّس سرزمین پر فوج کشی کرو اور فاتحانہ اللہ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے اِس میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمھارے لیے لکھ دی ہے، بزدلی نہ دکھاؤ، اہلِ فلسطین کے جاہ و جلال اور اُن کو میسر دنیاوی وسائل سے مرعوب نہ ہو، ہرگز نہ ڈرو اور پیچھے نہ ہٹو ورنہ ناکام و نامرادوں میں سے ہو کر رہ جاؤ گے۔ انہوں نے جواب دیا "اے موسیٰؑ! وہاں تو بڑے زور آور اور سرکش لوگ رہتے ہیں، ہم وہاں اُن سے مقابلے کے لیے اور زمین پر اُن کو اقتدار سے بے دخل کر کے اللہ کا اقتدار قایم کرنے کے لیے ہرگز نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں۔ ہاں اگر وہ تیری اور تیرے رب کی کسی تدبیر سے نکل جائیں تو ہم داخل ہونے اور مالِ غنیمت لوٹنے کے لیے تیار ہیں۔ اِنھی ڈرپوک لوگوں کی قوم میں دو جواں مرد ایسے بھی تھے جن کو اللہ نے شجاعت اور توکل علی اللہ کی نعمت سے نوازا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اِن نُمائشی جبّاروں کے مقابلہ کے لیے اِن کے شہر کے دروازے کے اندر گھس جاؤ، جوں ہی تم اندر پہنچو گے تو اللہ کے وعدے کو سچا پاؤ گے اور تم ہی غالب رہو گے۔ اللہ پر بھروسہ رکھو، اگر تم اُس پر ایمان رکھتے ہو۔ لیکن ڈرپوک اور فرعونوں کی غلامی کی خوگر بنی اسرائیل کی قوم کے لوگوں نے یک زبان ہو کر جواب دیا کہ اے موسیٰؑ! ہم تو وہاں تا ابد نہ جا پائیں گے جب تک وہ زبردست ترقی یافتہ، طاقت والے اور مال دار لوگ وہاں موجود ہیں۔ بس اے موسیٰ اِس عقل سے خارج ناممکن العمل کام کے لیے تو اور تیرا رب، دونوں جائیں اور لڑیں، ہم یہاں تماشہ دیکھنے بیٹھے ہیں۔ بزدل منافقین کا یہ ٹکا سا جواب سن کر موسیٰؑ نے کہا، اے میرے پروردگار، میرا اپنی جان اور اپنے بھائی کے سوا کسی پر کچھ زور نہیں پس تُو ہم میں اور اِن فاسقوں کی قوم میں جدائی ڈال دے۔ موسیٰ کی اس بددعا کو سُن کر اللہ نے فرمایا، یہی بات ہے تو داخلے کے لیے یہ شہرِ فلسطین آیندہ چالیس برس تک ان پر حرام ہے، یہ زمین میں مارے مارے پھریں گے، کوئی ٹھکانہ نا پائیں گے، اے موسیٰ اِس فاسق قوم کی حالت پر ہرگز غم نہ کھاؤ ۴

قصہ ہابیل و قابیل

اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کا عہد کو وفا نہ کرنے [نقضِ عہد] کے جرم میں اُن کی چالیس سالہ صحرا نوردی کے واقعے کے بعد ہابیل و قابیل کا قصہ بیان کیا ہے۔ تکمیل دین کے اعلان کے موقع پر اس امانت کے علم برداروں کو جو نصیحتیں کی جا رہی ہیں، اُس میں شرک سے بچنے کے بعد سب سے اہم بات زمین کو خوں ریزی سے پاک رکھنا ہے۔

فرشتوں نے آدم کی پیدائش کے موقع پر جو کچھ بھی آدم کی ذہنی ساخت کے بارے میں اُن کا علم تھا اُس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ اعتراض کیا تھا آدم تو ایک ایسی مخلوق ہو گی جو زمین پر خوں ریزی اور فساد مچائے گی۔ تخلیق کے بعد ابلیس نے چیلنج کیا تھا کہ تو اکثر کو نافرمان پائے گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جواباً یہی کہا تھا کہ میرے مخلص بندوں پر تیرا زور نہیں چلے گا۔

اللہ کے دین کے علم برداروں کا یہ بنیادی وظیفہ ہونا چاہیے کہ زمین پر خوں ریزی اور فتنہ و فساد کو ختم کریں اور ہونے نہیں دیں، اس جانب توجہ دلانے کے لیے زمین پر قابیل کے ہاتھوں پہلی خوں ریزی اور اُس کے جواب میں، ہابیل کے مومنانہ کردار کو پیش کیا گیا ہے۔ اس تذکرے میں اہلِ دین اور اُس کے علم برداروں کے لیے کئی سبق آموز پہلو ہیں۔

اوّلاً یہ کہ صرف اللہ کا خوف ہی وہ چیز ہے کہ جو عہد الٰہی پر انسانوں کو قایم رکھ سکتا ہے۔

ثانیاً یہ کہ ابلیس کے بھکاوے سے ابھرنے والا ذہنی فساد نقضِ عہد کا باعث بنتا ہے۔

ثالثاً یہ کہ دین حق کے علم بردار اُس عہد کی حفاظت میں اپنی جان تک قربان کر دیتے ہیں۔

رابعاً یہ کہ انسانی زندگی کے زمین پر آغاز ہی سے دین کے علم بردار اپنے خوفِ الٰہی اور اللہ کے ساتھ اپنے عہدِ الست کی پابندی کی خاطر خوں ریزی سے ازبس اجتناب کرتے ہیں۔

یہ پورا قصہ آپ متنِ کتابِ مجید، ترجمے اور مفہوم میں دیکھ سکیں گے، اس لیے یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں ہے چند اہم باتوں کی طرف اشارات کار آمد ہوں گے۔

- ہابیل کا بنیادی استدلال یہ تھا کہ قربانی اہلِ تقویٰ کی قبول ہوتی ہے، لہٰذا میری جان لینے کے بجائے تجھ کو اپنے اندر تقویٰ پیدا کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔ یہ تقویٰ ہی ہے جو زمین پر فساد کو ختم کر سکتا ہے۔

- ہابیل یہ بات واضح کر دیتا ہے کہ تُو میرے قتل کے درپے ہوتا ہے تو ہو، میں تیرے قتل کے درپے نہ ہوں گا [نہ ارادہ رکھتا ہوں نہ منصوبے بناؤں گا] لیکن تُو مجھے قتل کرنے کے لیے آئے گا تو میں ہاتھ باندھ کر تیرے سامنے قتل ہونے کے لیے نہیں بیٹھ جاؤں گا بلکہ اپنی مدافعت ضرور کروں گا تاہم یہ کوشش ہر گز نہ کروں گا کہ تجھے میں پہلے مار ڈالوں۔ میں تیرے قتل میں پہل کر کے کوئی بارِ گناہ اپنے سر لیے اپنے رب کی طرف نہیں پلٹنا چاہتا۔ اگر تم یہ بوجھ اُٹھا سکتے ہو تو اُٹھاؤ۔
- ہابیل کے کردار کا تمام انسانوں اور تمام قوموں خصوصاً امت مسلمہ کے لیے پیغام یہ ہے کہ قتال کے معاملے میں خوں ریزی کے آغاز کا گناہ اِس کی ابتدا کا باعث بننے والے ہی کے حصے میں آئے گا۔ قاتلانہ اقدام کا گناہ بھی، اور اس نقصان کا گناہ بھی جو فریقِ مخالف اپنی جان بچانے کی کوشش کرتے ہوئے دوسرے کو پہنچائے۔
- کوا شیطان کی علامت ہے جو جرم پر آمادہ کرتا اور پھر جرم کو چھپانے کی ترکیبیں سجھاتا ہے۔
- ہابیل کے مقابلے میں قابیل زمین میں فساد اور خوں ریزی پسند ذہنیت کی علامت ہے۔ طاقتور افراد اور قوموں کی جانب سے قابیلی طرزِ فکر کا اظہار برابر ہوتا رہتا ہے، شیطان اس کی ترویج میں لگا ہے۔

زمین پر ساری جنگیں اور فساد اسی طرزِ فکر کا نتیجہ ہیں، دنیا میں آج جو بڑی عالمی طاقتیں ہیں وہ جنگ کی سوداگر ہیں شام، ویت نام، لیبیا، عراق، ایران، افغانستان، کشمیر وغیرہ میں ساری خوں ریزی انھی جنگ کے سوداگروں کا کارنامہ ہے، جن میں بیس لاکھ کے قریب انسانوں کو ہلاک کیا گیا اور کہیں زیادہ کو زخمی!

امتِ مسلمہ کے لیے تکمیل دین کا پیغام یہ ہے کہ انسانوں کو بدلا جائے، اُن کے انفرادی اور اجتماعی طرزِ فکر اور اطوار و عادات میں اور اجتماعی پالیسیز اور نظامِ زندگی میں تلاوتِ آیات (بشمول تشہیر، تعلیم اور تفہیم آیات) اور احکامِ الٰہی کی بجاآوری اور تمام کلمہ گو انسانوں کا بجاآوری کی پیہم یاد دہانی کے ذریعے تزکیہ کیا جائے۔ اِس کام کو چھوڑ کر دیگر سطحی کاموں میں الجھنا بھی شیطانی بہکاوے میں پھنس جانے کا مظہر ہے۔

- اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی شریعت میں قصاص کو ایک جماعتی فرض قرار دیا ہے، پھر اس قانون کی تجدید و یاد دہانی کے لیے پیہم اپنے نبی بھیجے۔ لیکن یہود اللہ کے میثاق کے معاملے میں بڑے بے وفا ثابت ہوئے ہیں، زمین پر برابر فساد برپا کیے چلے جا رہے ہیں۔ آج بھی زمین پر یہود خوں ریزی اور جنگوں کے سب سے بڑے سوداگر ہیں۔ اور مسلم ممالک میں قاتل اکثر و بیشتر عدالتوں سے سزا نہیں پاتے۔

وَ اتۡلُ عَلَيۡهِمۡ نَبَاَ ابۡنَىۡ اٰدَمَ بِالۡحَقِّ ‌ۘ
اِذۡ قَرَّبَا قُرۡبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنۡ اَحَدِهِمَا وَ
لَمۡ يُتَقَبَّلۡ مِنَ الۡاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقۡتُلَنَّكَ ؕ
قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۲۷﴾
لَـئِنۡۢ بَسَطْتَّ اِلَىَّ يَدَكَ لِتَقۡتُلَنِىۡ مَاۤ اَنَا
بِبَاسِطٍ يَّدِىَ اِلَيۡكَ لِاَقۡتُلَكَ‌ۚ اِنِّىۡۤ
اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّىۡۤ اُرِيۡدُ
اَنۡ تَبُوۡٓاَ بِاِثۡمِىۡ وَاِثۡمِكَ فَتَكُوۡنَ مِنۡ
اَصۡحٰبِ النَّارِ‌ ۚ وَذٰ لِكَ جَزٰٓؤُا
الظّٰلِمِيۡنَ‌ ﴿۲۹﴾ فَطَوَّعَتۡ لَهٗ نَفۡسُهٗ قَتۡلَ
اَخِيۡهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصۡبَحَ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ
﴿۳۰﴾ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبۡحَثُ فِى
الۡاَرۡضِ لِيُرِيَهٗ كَيۡفَ يُوَارِىۡ سَوۡءَةَ
اَخِيۡهِ‌ ؕ قَالَ يٰوَيۡلَتٰۤى اَعَجَزۡتُ اَنۡ
اَكُوۡنَ مِثۡلَ هٰذَا الۡغُرَابِ فَاُوَارِىَ
سَوۡءَةَ اَخِىۡ‌ ۚ فَاَصۡبَحَ مِنَ النّٰدِمِيۡنَ ﴿۳۱﴾ ۛ ۚ
مِنۡ اَجۡلِ ذٰ لِكَ ۛ ۚ كَتَبۡنَا عَلٰى بَنِىۡۤ
اِسۡرَآءِيۡلَ اَنَّهٗ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَيۡرِ
نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِى الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ
النَّاسَ جَمِيۡعًا ؕ وَمَنۡ اَحۡيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ
اَحۡيَا النَّاسَ جَمِيۡعًا ‌ؕ وَلَقَدۡ جَآءَتۡهُمۡ
رُسُلُنَا بِالۡبَيِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ كَثِيۡرًا مِّنۡهُمۡ
بَعۡدَ ذٰ لِكَ فِى الۡاَرۡضِ لَمُسۡرِفُوۡنَ ﴿۳۲﴾

اور اے محمد (ﷺ) ذرا انہیں آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصّہ بھی بلا کم و کاست سُنا دو۔ جب اُن دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ کی گئی تو اُس نے اپنے بھائی سے کہا میں تجھے مار ہی ڈالوں گا۔ اس نے جواب دیا اللہ تو اُس سے ڈرنے والے بندوں ہی کی قربانی قبول کرتا ہے۔ اگر تُو مجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ اُٹھائے گا تو میں اپنے ہاتھ تجھے قتل کرنے کے لیے ہر گز نہ اُٹھاؤں گا، میں سارے جہانوں کے پالنہار (رب)، اللہ سے ڈرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا گناہ اور اپنا گناہ تُو ہی سمیٹ لے اور اہلِ دوزخ میں شامل ہو جائے۔ ظالموں کی یہی سزا ہے۔ آخر کار اس کے نفس نے اُسے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا اور وہ اسے قتل کر کے اُن لوگوں میں شامل ہو گیا جو نقصان اُٹھانے والے ہیں۔ پھر اللہ نے ایک کوّا بھیجا جو زمین کھودنے لگا تاکہ اُسے دکھائے کہ اپنے بھائی کی لاش کس طرح چھُپائے۔ یہ دیکھ کر وہ بولا کہ ہائے میری کم بختی! میں اس کوّے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ اپنے بھائی کی لاش کو ڈھانک دیتا۔ اس کے بعد وہ اپنے کیے پر بہت پچھتایا۔ اس وجہ سے بنی اسرائیل کے لیے ہم نے یہ ضابطہ بنا دیا تھا کہ جس نے خُون کے بدلے خُون، کے بغیر یا زمین میں فساد پھیلانے والوں کے علاوہ کسی ایک نفس کو بھی قتل کیا تو اُس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کوئی ایک جان ضائع ہونے سے بچالی اُس نے گویا ساری انسانیت کو زندگی بخش دی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے پاس ہمارے رسُول پے در پے واضح اور صاف ہدایات لے کر آتے رہے پھر بھی ان لوگوں کی اکثریت زمین میں زیادتیاں کرنے والی ہے۔

اور اے محمد (ﷺ) یہود و نصاریٰ اور منافقین تمھارے مقابلے میں آمادۂ فساد ہیں ذرا انہیں آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصّہ بھی بلا کم و کاست سُنا دو۔ جب اُن دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور جس دوسرے کی مقبول نہ کی گئی تو اُس نے اپنے بھائی سے کہا میں تجھے مار ہی ڈالوں گا۔ اس نے جواب دیا اللہ تو صرف حق پر قایم اُس سے ڈرنے والے بندوں ہی کی قربانی قبول کرتا ہے۔ اگر تُو مجھے قتل کرنے کے لیے ہاتھ اُٹھائے گا تو میں اپنے ہاتھ تجھے قتل کرنے کے لیے ہر گز نہ اُٹھاؤں گا، میں سارے جہانوں کے پالنہار (رب)، اللہ سے ڈرتا ہوں۔ تو نے اگر میرے قتل پر کمر باندھ لی ہے تو سُن کہ میں چاہتا ہوں کہ میرا گناہ اور اپنا گناہ تُو ہی سمیٹ لے اور اہلِ دوزخ میں شامل ہو جائے۔ ظالموں کی یہی مناسب سزا ہے۔ آخر کار اس کے نفس نے اُسے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا اور وہ اسے قتل کر کے اُن لوگوں میں شامل ہو گیا جو نقصان اُٹھانے والے ہیں۔ پھر اللہ نے ایک کوّا بھیجا جو زمین کھودنے لگا تاکہ اُسے دکھائے کہ اپنے بھائی کی لاش کس طرح چھپائے۔ یہ دیکھ کر وہ بولا کہ ہائے میری کم بختی! میں اس کوّے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ اپنے بھائی کی لاش کو ڈھانک دیتا۔ اس کے بعد وہ اپنے کیے پر بہت پچھتایا۔ اس وجہ سے بنی اسرائیل کے لیے ہم نے یہ ضابطہ بنا دیا تھا کہ جس نے خُون کے بدلے خون، کے بغیر یا زمین میں فساد پھیلانے والوں کے علاوہ کسی ایک نفس کو بھی قتل کیا تو اُس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کوئی ایک جان ضائع ہونے سے بچا لی اُس نے گویا ساری انسانیت کو زندگی بخش دی۔ حقیقت یہ ہے کہ موسیٰؑ کو جو کتاب و شریعت دی گئی، وہ تو تھی ہی مگر اُس کے علاوہ بھی اُنھیں راہ راست دکھانے اور گم راہی سے بچانے لیے ان کے پاس ہمارے رسُول پے درپے واضح اور صاف ہدایات لے کر آتے رہے پھر بھی ان لوگوں کی اکثریت زمین میں زیادتیاں کرنے والی ہے۔

جو بھی لوگ، جہاں کہیں بھی اقتدار پاتے ہیں، امن و امان قائم کرنے کے ساتھ عمدہ اور بہتر انتظامی امور اُن کی ذمہ داری ہوتی ہے، اگلی آیات میں امتِ مسلمہ کو یہ ہدایت ہے کہ وہ اپنے زیرِ انتظام و اقتدار علاقے میں ایسے لوگوں کو جو اسلامی حکومت کے خلاف بغاوت کریں اور سسٹم کے لیے خطرہ بن جائیں، در حقیقت وہ اللہ اور اُس کے رسولؐ کے خلاف جنگ کر رہے ہیں، اُس نظامِ صالح کو ختم کرنے کے درپے ہیں، اُن کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ شدید سزائیں تجویز کرتا ہے۔ جو اگلے صفحات میں دیے گئے متن اور ترجمے و مفہوم میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ گورنمنٹ اپنے انتظامی ڈھانچے کے مطابق موقع محل اور حالات کے لحاظ سے مُجرم کو اس کے جُرم کی نوعیت کے مطابق بیان کی گئی سزاؤں میں سے کوئی سزا دے سکتی ہے۔

یہ سخت سزائیں ظاہر کرتی ہیں کہ کسی شخص کا مسلم حکومت کے اندر رہتے ہوئے جہاں قرآن و سنت کی حقیقی معنوں میں بالادستی قایم ہو، وہاں نظام کو اُلٹنے کی کوشش کرنا اسلام کے خلاف، اللہ اور اُس کے رسولؐ کے خلاف بدترین جُرم ہے اور ایسے فسادی یا فسادیوں کو قرآن کی بیان کردہ اِن انتہائی سزاؤں میں سے کوئی سزا دی جا سکتی ہے۔ اس موقع پر یہ اچھی طرح یاد رہے کہ حکم رانوں سے یا اُن کے فیصلوں سے محض اختلاف کرنا یا اُن پر تنقید کرنا کوئی جرم نہیں ہے بلکہ ایک دائرے میں مستحسن اقدام ہے، جس پر سزا تو کجا پابندی بھی لگانا حرام ہے لیکن تنقید اور اختلافِ رائے سے آگے بڑھ کر نظام کو درہم برہم کرنے کی کوئی معمولی سی بھی اجازت نہیں ہے۔

ایک سمجھ دار آدمی اِن سزاؤں سے یہ جان سکتا ہے کہ اللہ کو اور اُس کے رسولؐ کو اسلامی نظام یا کہیے کہ اسلامی ریاست کتنی عزیز ہے، کہ جو کوئی اس کو خراب کرنا چاہے اُس کے لیے شدید ترین سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ جس کا خراب کرنا اتنا بڑا جرم ہے اُس کا قایم کرنا بھی اللہ کے نزدیک اتنا ہی بڑا مبارک اور قابلِ قدر کام ہے، یہ اس دین کی تکمیل اور قیام ہی ہے جس کے لیے اِن آیات کے نزول کے وقت گزشتہ بیس برس سے اللہ کا رسول ﷺ اور اُس کے اصحاب رضی اللہ عنہم اپنے دن رات ایک کیے ہوئے اور اپنی جان کی بازی لگائے ہوئے تھے۔

بغاوت یا نظام کو اُلٹنے کی اِن سزاؤں کے بارے میں ایک بڑی اہم بات جو یہاں کہی گئی ہے وہ بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ جو لوگ سعیِ فساد سے باز آجائیں اور گرفتار ہونے یا قابو میں آجانے سے قبل ہاتھ اُٹھالیں تو اُن پر بغاوت اور غدّاری اور اللہ اور اُس کے سول کے خلاف جنگ کا کوئی مقدمہ نہیں چلایا جائے گا۔

اللہ تبارک تعالیٰ کا انداز دیکھیے کہ کہاں ایک طرف شدید سزاؤں کا اعلان ہے لیکن دوسری طرف فوراً ہی

اُن لوگوں کے لیے جو توبہ کرلیں، باز آجائیں معافی اور اللہ تعالیٰ کی صفتِ غفاری اور رحیمی کا تذکرہ ہے۔[... قَبۡلِ اَنۡ تَقۡدِرُوۡا عَلَيۡهِمۡ ۚ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝۳۴...] تمھارا یہ انداز کہ اسلامی نظام کو قایم کرنے کے لیے جان کی بازی لگاؤ، اُس کو برباد کرنے کے درپے ناعاقبت اندیشوں کا مقابلہ کرو اور اُن کو سخت سزاؤں سے کچل دو اور جو باز آجائیں اُن کو خوش دلی سے معاف کردو اللہ کی جانب قربت حاصل کرنے کا ایک طریقہ ہے، چناں چہ کہا گیا کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابۡتَغُوۡۤا اِلَيۡهِ الۡوَسِيۡلَةَ وَجَاهِدُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِهٖ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۝۳۵-یعنی مسلمانو، اللہ سے ڈرو اور اُس کی جناب میں تقرّب کا ذریعہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو، شاید کہ تمھیں کام یابی نصیب ہو۔

آیت میں الوسیلہ کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس کے معانی قربت کے ہیں۔ اللہ اور اُس کے بندوں کے درمیان وسیلہ صرف کتاب اللہ اور شریعت ہی ہے، چناں چہ کتاب اللہ کو لے کر اُٹھنا، خود اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال کی ذات کو کتاب و شریعت کے مطالبات کے دائرے میں لانا اور زمین پر اللہ کی کتاب کو غالب کرنے یعنی دینِ اسلام کو قایم کرنے کے لیے جہاد کرنا ہی اللہ سے قربت کا ذریعہ ہے۔ اگر کتاب اللہ کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ کی مانند نبیوں، گزرے ہوئے خود ساختہ نیک و بد لوگوں کو اللہ تک پہنچنے کا وسیلہ سمجھ کر اُن کی نذر و نیاز گزار کے سمجھا جائے کہ اللہ مل جائے گا اور اُس کی رضا حاصل ہو جائے گی تو یہ محض بھول نہیں ہے شیطان کا بہت بڑا دھوکہ اور جہنم میں جانے کا وسیلہ ہے۔ کتاب اللہ کو چھوڑ کر دوسرے سہاروں پر اعتماد کیا جائے تو یہ سہارے نافع ہونے کے بجائے موجبِ وبال ہوں گے اور سارے نبی ولی اور وہ تمام جو دنیا میں پوجے گئے اللہ کے سامنے اپنے ماننے والوں کی پرستش سے اظہارِ برأت کر دیں گے۔

وَجَاهِدُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِهٖ میں لفظ جَاهِدُوۡا کا مطلب محض "جدوجہد" یا "کوشش" سے پُوری طرح ادا نہیں ہوتا۔ عربی لغت میں مجاہدہ کے لفظ میں مقابلہ کی کیفیت پوشیدہ ہے چناں چہ باطل کی جو قوتیں اللہ کے دین کی راہ میں رکاوٹ ہیں، جسم و جان کی ساری قوتیں لگا کر اُن سے مقابلہ کر کے، اُنھیں راہ سے ہٹانے کی کوشش کرنا اللہ کے دین کے لیے مجاہدہ ہے۔ کلمہ گو مسلمانوں سے سچ بولنے، نماز پڑھنے اور اذکار و وظائف میں مصروف رہنے کی درخواست کرنا، ایک نیک کام تو ہے لیکن کتاب اللہ جس مجاہدہ کا مطالبہ کرتی ہے وہ میدانِ عمل میں دین کے نفاذ کی از بس کوشش ہے، بازاروں، یونیورسٹیوں، عدالتوں، اسٹاک ایکس چینجز، میڈیا اور افواج عالیہ کو قرآن کے تابع کرنے کی جدوجہد کرنا اور مخالفت کا مقابلہ کرنا وہ مجاہدہ ہے جس کا کتابُ اللہ ہم سے مطالبہ کرتی ہے۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيۡنَ يُحَارِبُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ
وَيَسۡعَوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ يُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ
يُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَاَرۡجُلُهُمۡ
مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ يُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ‌ؕ ذٰلِكَ
لَهُمۡ خِزۡىٌ فِى الدُّنۡيَا وَلَهُمۡ فِى الۡاٰخِرَةِ
عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ﴿٣٣﴾ اِلَّا الَّذِيۡنَ تَابُوۡا مِنۡ
قَبۡلِ اَنۡ تَقۡدِرُوۡا عَلَيۡهِمۡ‌ۚ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ
٥٦ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿٣٤﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا
اللّٰهَ وَابۡتَغُوۡۤا اِلَيۡهِ الۡوَسِيۡلَةَ وَجَاهِدُوۡا فِىۡ
سَبِيۡلِهٖ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿٣٥﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ
كَفَرُوۡا لَوۡ اَنَّ لَهُمۡ مَّا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا وَّ
مِثۡلَهٗ مَعَهٗ لِيَفۡتَدُوۡا بِهٖ مِنۡ عَذَابِ يَوۡمِ
الۡقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنۡهُمۡ‌ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ
اَلِيۡمٌ ﴿٣٦﴾ يُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ يَّخۡرُجُوۡا مِنَ النَّارِ
وَمَا هُمۡ بِخٰرِجِيۡنَ مِنۡهَا‌ وَلَهُمۡ عَذَابٌ
مُّقِيۡمٌ ﴿٣٧﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقۡطَعُوۡۤا
اَيۡدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَـكَالًا مِّنَ اللّٰهِ‌ؕ
وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿٣٨﴾ فَمَنۡ تَابَ مِنۡۢ
بَعۡدِ ظُلۡمِهٖ وَاَصۡلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوۡبُ عَلَيۡهِ‌ؕ
اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿٣٩﴾ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ
اللّٰهَ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ؕ يُعَذِّبُ
مَنۡ يَّشَآءُ وَيَغۡفِرُ لِمَنۡ يَّشَآءُ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى
كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ ﴿٤٠﴾

جو لوگ اللہ اور اس کے رسُولؐ سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اُن کی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جائیں، یا سُولی پر چڑھائے جائیں، یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں، یا وہ جلا وطن کردیے جائیں۔ یہ ہے ان کے لیے دنیا میں ذلت و رسوائی اور آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب ہے۔ مگر جو لوگ تمھارے قابو میں آنے سے قبل ہی توبہ کرلیں، تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ مغفرت فرمانے والا اور مہربان ہے۔

٥٦ مسلمانو، اللہ سے ڈرو اور اُس کی جناب میں تقرّب کا ذریعہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو، شاید کہ تمھیں کامیابی نصیب ہو۔ یقین مانو کہ جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا ہے، اگر اُن کے پاس ساری زمین کی دولت ہو اور اِس کے مثل اتنی ہی اور بھی ہو، اور وہ روزِ قیامت اُس کو فدیہ میں دے کر عذاب سے بچنا چاہیں، تب بھی وہ دولت اُن سے قبول نہ کی جائے گی، ان کا مقدّر تو بس ایک دردناک عذاب ہی ہے۔ وہ چاہیں گے کہ آتشِ دوزخ سے نِکل بھاگیں لیکن اس سے کبھی نکل نہ پائیں گے اور وہ تو اُن کے لیے دائمی عذاب ہو گا۔ اور چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، اللہ کی طرف سے یہ عبرت ناک سزا اُن ہی کے کیے کی پاداش ہے اور۔ اللہ کی قدرت سب پر غالب ہے اور وہ دانا وبینا ہے۔ جو اپنے اوپر ظلم کرنے (چوری کرکے ہاتھ کٹوانے) کے بعد توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کرلے تو اللہ رحمت کے ساتھ اس کی طرف لوٹتا ہے یقیناً اللہ بہت معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ کیا تمھیں نہیں معلوم کہ اللہ زمین اور آسمانوں کی سلطنت کا مالک ہے؟ جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف کردے، اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اِن اہلِ کتاب اور منافقین کو یہ بات بتادی جائے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسُول ؐ سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اُن کی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جائیں، یا سُولی پر چڑھائے جائیں، یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں، یا وہ جلا وطن کردیے جائیں۔ یہ ہے ان کے لیے دنیا میں ذلت ورسوائی اور آخرت میں ان کے لیے بڑا بھاری عذاب منتظر ہے مگر اِن منافقین اور اہلِ کتاب میں سے جو لوگ تمھارے قابو میں آنے سے قبل ہی توبہ کرلیں تو اُن کے ساتھ درگزر کا سلوک کرنا، تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ مغفرت فرمانے والا اور مہربان ہے۔ ۵۶ مسلمانو! تم اب قیامت تک کے لیے سارے عالم کے انسانوں کے امام بنائے گئے ہو اور انسانیت کی رشد وہدایت کے ذمے دار ہو، دین حق کی سربلندی اور نفاذِ شریعت کا علم تمھارے ہاتھوں میں ہے پس، اللہ سے ڈرو اور اُس کی جناب میں تقرّب کا ذریعہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں سرگرمی دکھاؤ، اور جہاد (قتال) کرو، شاید کہ تمھیں مقاصد میں کام یابی نصیب ہو۔ یقین مانو کہ یہ جاہلیت کے علم بردار؛ منافقین، یہود اور نصاریٰ، جن، جن لوگوں نے دینِ حق کے علم برداروں کے مقابلے میں کفر کا رویہ اختیار کیا ہے، اگر اُن کے پاس ساری زمین کی دولت ہو اور اِس کے مثل اتنی ہی اور بھی ہو، اور وہ روزِ قیامت اُس کو فدیہ میں دے کر عذاب سے بچنا چاہیں، تب بھی وہ دولت اُن سے قبول نہ کی جائے گی، ان کا مقدّر تو بس ایک دردناک عذاب ہی ہے۔ وہ چاہیں گے کہ آتشِ دوزخ سے نِکل بھاگیں لیکن اس سے کبھی نکل نہ پائیں گے اور وہ تو اُن کے لیے دائمی عذاب ہوگا۔ اور چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو، اللہ کی طرف سے یہ عبرت ناک سزا اُن ہی کے کیے کی پاداش ہے۔ اور اللہ کی قدرت سب پر غالب ہے اور وہ دانا وبینا ہے۔ جو اپنے اوپر ظلم کرنے (چوری کر کے ہاتھ کٹوانے) کے بعد توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کرلے تو اللہ رحمت کے ساتھ اُس کی طرف لوٹتا ہے یقیناً اللہ بہت معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ کیا تمھیں نہیں معلوم کہ اللہ زمین اور آسمانوں کی سلطنت کا مالک ہے؟ جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف کردے، اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

☆☆☆☆☆

باب# ۱۷۵ - ۳

غزوہ بنو نضیر سے قبل یہود سے خطاب

سُوۡرَۃُ الۡمَآئِدَۃ تیسرا خطبہ ۴۱تا۵۸ [زمانہ نزول قبل اخراجِ بنو نضیر، اوائل ۴ ہجری]

یہاں سے یعنی ۴۱ویں آیہ مبارکہ سے آیہ ۸۶ تک آیات کے بیانات کی شہادت یہ ہے کہ یہ صلح حدیبیہ سے تین برس قبل نازل ہوئی ہوں گی کیوں کہ اِن میں بنیادی خطاب یہود کی کارگزاریوں سے متعلق ہے جو بنو قریظہ کی قطعی پامالی کے ساتھ ختم ہو گئی تھیں۔ ۳ تا ۵ ہجری مدینے میں یہود کی اسلام کے خلاف سرگرمیوں کے عروج کا زمانہ ہے۔ سوائے آیات ۷۲تا۷۷ کے جو نصاریٰ سے متعلق ہیں، ۴۱ تا ۸۶ کی آیات میں بیان کردہ مضامین یہود کی اللہ سے بغاوت اور اُن کے دینِ حق کے خلاف جرائم کے تذکرے اور اُن پر تبصرے اور اُن کو تذکیر کی حیثیت رکھتے ہیں اور صلح حدیبیہ کے بعد کے حالات سے کوئی ربط نہیں رکھتے جس طرح کہ پورے قرآن مجید کے تمام اجزا کے مضامین اپنے زمانہ نزول سے ایک گہرا ربط رکھتے اور ظاہر کرتے ہیں۔ اس سورہ میں کچھ ایسے امور زیرِ بحث آئے ہیں جن کا تعلق بنو نضیر اور بنو قریظہ کے درمیان ایک تنازعے کے فیصلہ کا ہے، چناں چہ کوئی قرینہ ایسا نہیں کہ اس پوری سورت کو یکجا صلح حدیبیہ کے بعد جانا جا سکے۔

بات کا آغاز دل دکھا دینے والے کاموں میں منافقین کی سرگرمی سے ہوتا ہے۔ اِن ایمان کا دعویٰ کرنے والے اور مسجدِ نبوی باقاعدہ آنے والوں کو علیحدہ بھی نہیں کیا جا سکتا اور کوئی موقع نہیں جاتا جب یہ اللہ، اُس کے رسولؐ، اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں مذاق اُڑانے والی اور طعنے مارنے والی۔ حقارت کا اظہار کرنے والی ذو معنی باتیں نہ کرتے ہوں اور اِن کے قول و فعل سے مسلمانوں کے مقابلے میں یہود کے ساتھ زیادہ محبت اور دلی دوستی اور اُن سے مرعوبیت کا اظہار نہ ہوتا ہو۔ اللہ کے رسولؐ اور مسلمانوں کو تسلی دی جا رہی ہے کہ اِن کے طرزِ عمل سے غمگین نہ ہو۔
منافقین کے بعد یہود کا تذکرہ ہے جن کے علماء اور توراۃ کے مفسرین صدیوں سے اللہ کی کتاب کی من مانی تاویلیں کرنے میں بڑے طاق اور ماہر ہو گئے تھے اور اب نوبت یہ ہے کہ نسل در نسل اس جھوٹ کے بازار کی تربیت نے اِن کو جھوٹ بولنے، جھوٹ سننے اور اِس کارِ بد سے پیٹ پالنے کا عادی بنا دیا ہے۔ جن معاملات کا یہ فیصلہ نہیں کر پاتے یا کرنا نہیں چاہتے یا خود اِن کے درمیان اختلاف ہو جاتا ہے تو یہ فیصلہ کرنے کے لیے مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجنے کا اس شرط کے ساتھ مشورہ دیتے ہیں کہ اگر یہ فیصلہ ہو تو ماننا اور اگر یہ من پسند فیصلہ نہ ہو تو نہ ماننا [سوچنے کی بات ہے کہ یہ صورتِ حال اُسی وقت تھی جب یہود مدینے میں موجود تھے، اُن سے مدینے کو

پاک کر دینے کے بعد یہ صورتِ حال جس کا اس صورت میں تذکرہ ہے ہر گز صلح حدیبیہ کے بعد نہیں تھی] آپؐ کو ہدایت دی گئی کہ اگر یہ جاہلیہ کے علم بردار تمہارے پاس آئیں تو تمہاری مرضی ہے، مناسب سمجھو اور چاہو تو ان کا فیصلہ کرو ورنہ انکار کر دو۔ انکار کر دو تو یہ تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے، اگر تم فیصلہ کرو تو اسی قانون و شریعت کے مطابق کرنا جو اللہ نے تم پر نازل کی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ یہ لوگ گناہوں کی کیچڑ ہی میں لت پت رہنا چاہتے ہیں اللہ کی یہ سنت ہے کہ ایسے لوگوں کے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے یہ ہدایت نہیں پا سکتے۔

آیات ۴۴ تا ۴۷ میں بتایا گیا کہ فیصلے تو صرف وحی الٰہی (بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ) یعنی اللہ کے نازل ہوئے قوانین کے مطابق ہی ہو سکتے ہیں۔ یہاں پہنچ کر قرآن نفاذ شریعت اور اقامتِ دین کے بیان کو اپنی انتہا پر لے جاتا ہے، کہا جا رہا ہے کہ جو لوگ اللہ کی ہدایت سے بے نیاز ہو کر اپنے مفادات کے تابع بنائے ہوئے قوانین کے مطابق اور وحی کے مقابلے میں انسانی عقل کو استعمال کرتے ہوئے نظام زندگی کو چلاتے، فیصلے کرتے اور غیر اسلامی نظام زندگی پر راضی اور خوش ہوں وہ کافر ہیں، ظالم ہیں اور فاسق ہیں: وَ مَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۴۴﴾ ..... هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۴۵﴾ .... هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۴۷﴾

اِن آیات کی روشنی میں موجودہ حالات میں نام نہاد مسلمان معاشروں کو دیکھیے کہ تمام اسلامی ممالک میں اللہ کی نازل کردہ ہدایات (وحی) کی پیروی سے آزاد ہو کر انسانی آزادی اور حقوق کے نام پر عالمی شیطانوں کے ایوان، یو این او کے تجویز کردہ قوانین بنائے جا رہے ہیں اور فیصلے ہو رہے چناں چہ ایسا کرنے والے حکمرانوں قانون سازوں اور انظام زندگی چلانے والے مسلمان حکم رانوں کے بارے یہی تینوں حکم لاگو ہوں گے کیوں کہ اللہ کا قانون سارے انسانوں کے لیے ہے۔ قرآن مجید کا مقصدِ نزول یہی ہے کہ وہ زندگی کے تمام نزاعات میں حاکم بنے اور تمام معاشی، معاشرتی، سیاسی اور قانونی معاملات قرآنی تعلیمات کی روشنی میں طے کیے جائیں۔ اگر کتابِ الٰہی کی یہ حیثیت تسلیم نہ کی جائے تو اِس کتاب کو بھیجنے والے کے نزدیک یہ اُس کے ساتھ ناقابل معافی مذاق ہے۔

قرآن کی تنزیل کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا کہ اے محمد (ﷺ) ہم تم پر یہ کتاب نازل کر رہے ہیں جو نہ صرف یہ کہ حق ہے بلکہ سابقہ آسمانی کتب کی کی محافظ و نگراں (مُهَيۡمِنً) بھی ہے۔ یعنی اس میں وہ تمام بینادی اور اصولی تعلیمات آگئی ہیں جو پچھلی کتب میں بیان کی گئی تھیں۔ سچی بات یہ ہے کہ قرآن مجید نے آکر اِن کتب میں مزید تحریفات کا دروازہ بند کیا اور دنیا کے سامنے اب تک آنے والی تمام الہامی ہدایات و فلسفے کو بلا کم و کاست بیان کر دیا۔ اگر قرآن نہ ہوتا اور اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے نہ لیا ہوتا تو یہ اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) مشرکین عرب سے بھی بدتر شرک میں مبتلا ہو جاتے اور اِن کی کتابوں میں کچھ بھی نہ ملتا۔ قرآن، کتابِ الٰہی کا اصل معتبر ترین اور آخری ایڈیشن ہے۔ اس لیے

وہ انجیل، توراۃ اور دوسر آسمانی کتابوں کو پرکھنے (to validate) کے لیے کسوٹی ہے۔ موجودہ محرف نسخوں میں جو بات قرآن سے مطابقت رکھتی ہے وہ سچ ہے، جو اس کے خلاف ہے وہ تحریف ثابت ہوتی ہے۔

۴۸ ویں آیت میں لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا کا بیانیہ ہے۔ اِس میں لفظ مِنْهَاج در حقیقت شِرْعَة کی وضاحت کے لیے ہے۔ اِس سے مراد نظام زندگی کے لیے قوانین وضوابط کا وہ فریم ورک ہے جس کے ذریعہ دین کے بنیادی فلسفہ کا اظہار ہوتا ہے۔ ہر مذہب اپنی اپنی شریعت میں اپنے بنیادی فلسفے کو ظاہر کرتا ہے۔ اسلام کا بنیادی فلسفہ توحید اور اللہ کی کبریائی ہے، اس میں داخلہ کلمہ توحید کے اعلان [نہ کہ پڑھنے سے] سے ہوتا ہے، اس کی بنیادی عبادت نماز میں اُٹھتے بیٹھتے اللہُ اکبر کی تکرار اُس کی کبریائی کا بندوں کے دماغوں میں بٹھانے [استحضار فی الاذھان] کی مشق (exercise) ہے۔ عبادات کے بعض طریقوں اور افعال میں احتیاطوں اور طریق کار (SOPs; Standard Operating Procdures) کے بعض پہلوؤں کو خود اللہ تعالیٰ نے کتاب میں بیان فرمادیا اور بعض کو اُس کے پیغمبر ﷺ نے بیان کیا اور یہ تمام عقیدہ وخیال میں ایک الٰہ کی وحدانیت اور عمل میں اُس کی کبریائی اور حاکمیت کا ذریعہ ہیں۔ بندوں کا اصل امتحان یہ ہے کہ وہ رسومات کے ظواہر میں نہ کھو جائیں بلکہ اُن کی انفرادی اور اجتماعی ہیئت وفعالیت سے دنیا کے سامنے اللہ کی توحید وحاکمیت برآمد ہو۔

اگلی آیات ۵۱ تا ۵۸ میں اہلِ ایمان کو نصیحت کی گئی ہے کہ یہود و نصاریٰ کو جنھوں نے تمھارے دین کا تمسخر اُڑایا ہے دلی دوست [محبوب اور رازدار] نہ بناؤ ورنہ تم بھی انھی میں سے ہو جاؤ گے اور جو اگر تم دین سے پھر جاؤ، ارتداد کی راہ اختیار کرلو تو اللہ اپنے دین کی اقامت کے لیے تمھارے مقابل ودسرے لوگوں کو اُٹھا کھڑے کرے گا جن کو وہ دوست رکھے گا اور جو اللہ کو دوست رکھیں گے۔

جب منہج اور شریعہ کو احبار ورہبان پامال کر دیتے ہیں

جب کسی آسمانی دین پر وہ وقت آتا ہے کہ اُس سے ''دستور'' اور ''شریعت'' کا معنیٰ نکال دیا جائے، اور وہ محض ایک 'مذہب' بن کر رہ جائے... تو پھر اس دین کے علماء وفقہاء ''زندگی اور معاشرے کے قائد'' نہیں؛ بلکہ 'مذہبی شخصیات' بن کر رہ جاتے ہیں! یہاں پوپوں اور پادریوں کا رنگ آنے لگتا ہے۔ لوگوں کو ''راہ دکھانے'' کی بجائے 'پار لگانے' کے دھندے چل نکلتے ہیں! اور یہ اللہ اور بندوں کے بیچ وسیلہ بننے لگتے ہیں۔ یہ جہان اِن کے ہاتھ سے نکلتا ہے... تو یہ [منوں مٹی نیچے اپنی قبروں میں] 'اگلے جہان' کے مالک بن بیٹھتے ہیں! ان کے گرد ''تقدسات'' کا ایک ہالہ بُنتا چلا جاتا ہے۔ لوگوں کے دلوں پر ان کے 'پہنچے ہوئے' ہونے کی دھاک بٹھائی جاتی ہے۔ اور پھر...... روئے زمین پر بدترین قسم کا روحانی ''طغیان'' شروع ہو جاتا ہے۔ محمد قطبؒ: حول التأصیل الإسلامی للعلوم الاجتماعیة

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ
يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا
اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛۚ
وَ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ
سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ
يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ
يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ
لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ
فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ
قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۚۖ وَّ
لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۴۱﴾
سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ
فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ
اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَ اِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ
فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا ؕ وَ اِنْ حَكَمْتَ
فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَ كَيْفَ
يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا
حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ
وَ مَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا ٦٤
التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا
النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا

اے پیغمبرؐ کفر کی راہ میں تند و تیز سر گرمی دکھانے والے تمہیں آزردہ نہ کریں۔ یہ لوگ، خواہ اُن ہی میں سے کیوں نہ ہوں جو زبان سے سے کہتے ہیں، ہم ایمان لائے مگر دل اُن کے ایمان نہیں لائے، یا اُن لوگوں میں سے ہوں جو یہودی بن گئے ہیں، اِن کے کان جھوٹ سننے کے عادی ہیں اور سُن گُن لیتے پھرتے ہیں، یہ لوگ اُن لوگوں کے ایجنٹ ہیں جنھوں نے اب تک آپ (ﷺ) کو شکل نہیں دکھائی۔ اللہ کے کلام کے الفاظ کو اُن کا موقع و محل معیّن ہونے کے باوجود اصل معنی سے پھیر دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے تو ماننا، ورنہ نہیں ماننا اور الگ تھلگ رہنا۔ ایسے، جن کو اللہ ہی نے فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا ہو، تم اللہ کے مقابل اُن کے معاملے میں کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ نے پاک کرنا نہ چاہا، ان کے لیے دُنیا میں رُسوائی ہے اور آخرت میں سخت سزا۔ یہ جھوٹ کو کان لگا کر سننے والے اور جی بھر کے حرام کے کھانے والے ہیں لہٰذا اگر یہ تمہارے پاس آئیں تو تمہاری مرضی ہے، مناسب سمجھو اور چاہو تو ان کا فیصلہ کرو ورنہ انکار کر دو۔ انکار کر دو تو یہ تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے، اور فیصلہ کرو تو، ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، اللہ انصاف کرنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔ اور تورات کے حامل ہونے کے باوجود یہ کیوں کر تم سے فیصلہ کروانا چاہتے ہیں، تورات میں اس بارے میں اللہ کا حکم موجود ہے اور پھر فیصلہ ماننے سے کتراتے ہیں! دراصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ ایمان ہی نہیں رکھتے۔ ٦٤ ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت اور روشنی ہے، اسی کے مطابق اللہ کے مطیع فرماں انبیاء،

اے پیغمبرؐ! دینِ حق کے قیام کے مخالف لوگوں کی جاہلیت کی بقا کے لیے کفر کی راہ میں تند و تیز سر گرمی دکھانے والے تمہیں آزردہ نہ کریں۔ یہ لوگ، خواہ اُن ہی میں سے کیوں نہ ہوں جو زبان سے سے کہتے ہیں، ہم ایمان لائے مگر دل اُن کے ایمان نہیں لائے، حقیقت یہ ہے کہ تم اقامتِ دین سے بیزار گروہ میں سب سے زیادہ کلمہ گو نام نہاد 'مسلمان دانش وروں' ہی کو آگے پاؤگے، یااِن 'مسلمان دانش وروں' سے ماسوااُن لوگوں میں سے ہوں جو یہودی بن گئے ہیں، اِن کا ایک گروہ دین حق کے خلاف سخت عناد رکھتا ہے، یہ اپنی ذہنی ساخت میں ایسے ہیں کہ اِن کے کان جھوٹ سننے کے عادی ہیں اور سُن گُن لیتے پھرتے ہیں، یہ لوگ اُن لوگوں کے ایجنٹ ہیں جنھوں نے اب تک آپ (ﷺ) کو شکل نہیں دکھائی۔ یہ اِن کے علماء ہیں، اِن کا کام یہ ہے کہ اللہ کے کلام کے الفاظ کو اُن کا موقع و محل مُعیّن ہونے کے باوجود اصل معنی سے پھیر دیتے ہیں، اور اپنے ایجنٹ حضرات سے کہتے ہیں کہ اگر دربارِ رسالت میں تمہیں یہ حکم دیا جائے تو ماننا، ورنہ نہیں ماننا اور الگ تھلگ رہنا۔ دین حق کی سربلندی سے یہ اتنے خائف اور اُس کی دشمنی میں اتنے آگے نکل گئے ہیں کہ فتنوں میں پڑ گئے ہیں، ایسے جن کو اللہ ہی نے فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا ہو، تم اللہ کے مقابل اُن کے معاملے میں کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ وہ بدنصیب لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ نے پاک کرنا نہ چاہا، ان کے لیے دُنیا میں رُسوائی ہے اور آخرت میں سخت سزا۔ یہ بڑے ذوق و شوق سے اور اہتمام سے تمھارے خلاف گھڑے گئے جھوٹ کو کان لگا کر سننے والے اور اہلِ سرمایہ و اقتدار سے تمھارے خلاف فتووں، باتوں اور فلسفوں کے عوض پیسہ وصول کر کے جی بھر کے حرام کے کھانے والے ہیں لہٰذا اگر یہ تمہارے پاس اپنے تنازعات کے اپنے من پسند فیصلے کرانے کے لیے آئیں تو تمہاری مرضی ہے، مناسب سمجھو اور چاہو تو ان کا فیصلہ کرو ورنہ انکار کر دو۔ انکار کر دو تو یہ تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتے، اور فیصلہ کرو تو ہر گز اِن کی پسند و ناپسند کا خیال نہ کرنا، ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، اللہ انصاف کرنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ شادی شدہ زنا کرنے والوں کی رجم کی سزا، جو تورات میں ہے اُس سے بچنے کے لیے، تورات کے حامل ہونے کے باوجود یہ کیوں کر تم سے فیصلہ کروانا چاہتے ہیں، تورات میں اس بارے میں اللہ کا حکم موجود ہے اور پھر تمھیں ثالث بنانے کے بعد فیصلہ سُن کر جو تورات کے مطابق ہے، فیصلہ ماننے سے کتراتے ہیں اور تورات پر جھوٹ بولتے ہیں! دراصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ ایمان ہی نہیں رکھتے۔ ۴۶

ہم نے تورات اتاری جس میں ہدایت اور روشنی ہے، اُسی کے مطابق اللہ کے مطیع فرماں انبیاء، ....

لِلَّذِيۡنَ هَادُوۡا وَ الرَّبّٰنِيُّوۡنَ وَ الۡاَحۡبَارُ
بِمَا اسۡتُحۡفِظُوۡا مِنۡ كِتٰبِ اللّٰهِ وَ كَانُوۡا
عَلَيۡهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخۡشَوُا النَّاسَ وَ
اخۡشَوۡنِ وَ لَا تَشۡتَرُوۡا بِاٰيٰتِىۡ ثَمَنًا
قَلِيۡلًا ؕ وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَ كَتَبۡنَا
عَلَيۡهِمۡ فِيۡهَاۤ اَنَّ النَّفۡسَ بِالنَّفۡسِ ۙ وَ
الۡعَيۡنَ بِالۡعَيۡنِ وَ الۡاَنۡفَ بِالۡاَنۡفِ وَ
الۡاُذُنَ بِالۡاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَ
الۡجُرُوۡحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنۡ تَصَدَّقَ بِهٖ
فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَ مَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ
اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۴۵﴾ وَ
قَفَّيۡنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمۡ بِعِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ التَّوۡرٰىةِ ۖ وَ
اٰتَيۡنٰهُ الۡاِنۡجِيۡلَ فِيۡهِ هُدًى وَّ نُوۡرٌ ۙ وَّ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ مِنَ التَّوۡرٰىةِ وَ
هُدًى وَّ مَوۡعِظَةً لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۴۶﴾ وَ لۡيَحۡكُمۡ
اَهۡلُ الۡاِنۡجِيۡلِ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فِيۡهِ ؕ وَ
مَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ
الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ
يَدَيۡهِ مِنَ الۡكِتٰبِ وَ مُهَيۡمِنًا عَلَيۡهِ
فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ.....

ان یہودی بن جانے والوں کے معاملات کے فیصلے کرتے تھے، اور
ربانی علما اور فقہا بھی اپنے فیصلوں کا مدار اسی کتاب پر رکھتے تھے کیوں
کہ وہ کتاب الٰہی کی حفاظت کے ذمہ دار اور اس کے گواہ ٹھہرائے گئے
تھے۔ پس لوگوں سے نہ ڈرو، مجھی سے ڈرو اور میری آیات کے
بدلے دنیا کی حقیر متاع وصول نہ کرو اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ
قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔ اور ہم نے یہ بات
فرض کردی تھی کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور
ناک بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت
اور دیگر زخموں کا بھی بدلہ ہے پھر اگر صدقہ کردے (معاف کردے)
تو وہ کفارہ ہے اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق
فیصلے نہ کریں، وہ ہی لوگ ظالم ہیں۔ اور ہم نے اِن پیغمبروں کے
پیچھے اُنھی کے نقش قدم پر عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا جو اُن کے درمیان
پہلے سے موجود توراۃ کی تصدیق کرنے والا تھا۔ اور ہم نے اس کو
ہدایت اور روشنی پر مشتمل ایک کتاب انجیل عطا کی، اور وہ توراۃ میں
سے جو کچھ موجود تھا اُس کی تصدیق کرنے والی تھی اور ہدایت و
نصیحت تھی پرہیزگاروں کے لیے۔ اور ہم نے اہلِ انجیل پر بھی یہ
واجب کیا کہ اُس کے مطابق فیصلے کریں جو اللہ نے اس میں نازل کیا
ہے اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں
وہی فاسق (بدکار) ہیں۔ اور ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب اُتاری ہے
جو حق لے کر آئی ہے 'الکتاب' میں سے جو کچھ موجود ہے اُس کی
تصدیق کرنے والی ہے، نازل شدہ کی نگہبان و محافظ (مُهَيۡمِن)
ہے لٰہذا تم ان لوگوں کے درمیان معاملات و تنازعات کا فیصلہ اسی
اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کے مطابق کرو۔

ان یہودی بن جانے والوں کے معاملات کے فیصلے کرتے تھے، اور ربانی علما اور فقہا بھی اپنے فیصلوں کا مدار اسی کتاب پر رکھتے تھے کیوں کہ وہ کتاب الٰہی کی حفاظت کے ذمہ دار اور اس کے گواہ ٹھہرائے گئے تھے۔ پس اے گروہِ یہود !لوگوں سے نہ ڈرو، مجھی سے ڈرو اور میری آیات کو لوگوں کے من پسند غلط معانی پہنانے کے بدلے دنیا کی حقیر متاع وصول نہ کرو اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔ اور توراۃ میں ہم نے یہودیوں کے ذمہ یہ بات فرض کر دی تھی کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور دیگر زخموں کا بھی بدلہ ہے پھر اگر نقصان اُٹھانے والا مارنے والے شخص کو صدقہ کر دے (معاف کر دے) تو وہ اس کی جانب سے ایک بڑی نیکی ہے، اور یہ صدقہ کفارہ بن جاتا ہے اُس کے گناہوں کے لیے جو اُس سے زندگی میں سرزد ہوئے ہوں اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے احکام کے مطابق فیصلے نہ کریں، وہ ہی لوگ ظالم ہیں۔ اور ہم نے بنی اسرائیل میں آنے والے اِن پیغمبروں کے پیچھے، دعوتِ ایمان و اعمالِ صالحہ کے باب میں اُنھی کے نقش قدم پر عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا جو اُن کے درمیان پہلے سے موجود کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا تھا۔ اور ہم نے اس کو ہدایت اور روشنی پر مشتمل ایک کتاب انجیل عطا کی، اور وہ انجیل بھی توراۃ میں سے جو کچھ اُس وقت تک باقی بچا ہوا موجود تھا اُس کی تصدیق کرنے والی تھی اور سراسر ہدایت و نصیحت تھی پرہیزگاروں کے لیے۔ اور ہم نے اہلِ انجیل پر بھی یہ واجب کیا کہ قطعی طور پر صرف اور صرف اُس قانون کے مطابق فیصلے کریں جو اللہ نے اس انجیل میں نازل کیا ہے اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق (بدکار) ہیں۔ اور پھر اے محمدؐ! ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب اُتاری ہے جو حق لے کر آئی ہے اور اللہ کے پاس محفوظ 'الکتاب' میں سے جو کچھ پہلے سے دنیا میں باقی اور موجود ہے اُس کی تصدیق کرنے والی ہے اور گزرے انبیاء پر نازل شدہ کتب میں سے اِس باقی و موجود کی نگہبان و محافظ (مُهَيۡمِن) ہے۔ (reference standard for their contents and protector as well) لٰہذا تم ان لوگوں کے درمیان معاملات و تنازعات کا فیصلہ اسی اللہ کی اتاری ہوئی کتاب قرآن مجید کے مطابق کرو۔

وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ
الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ
مِنْهَاجًا ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً
وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ
فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ
جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ
تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ
اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَ
احْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ
اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ
اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ
ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ
لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ
وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ
يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا ٤٧
تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ
بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ
يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتَرَى
الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ
فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا
دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ
اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ

اور اس حق سے ہٹ کر، جو تمہارے پاس آچکا ہے، ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو۔ تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک شریعت اور طریقِ زندگی مقرر کیا اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن اس نے پسند کیا کہ جو کچھ تم لوگوں کو دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے، پس تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو آخر کار تم سب کو اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے، پھر وہ تمہیں اصل حقیقت بتادے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔ پس تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق ان لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کیا کرو اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو۔ اور ان سے ہوشیار رہو کہ یہ لوگ کہیں تم کو آزمائش میں نہ ڈال دیں اور تمھیں اُس سے ذرہ برابر ہٹنا نہ پائیں جو اللہ نے تمہاری طرف نازل کیا ہے۔ پھر اگر یہ اس کو تسلیم کرنے سے انکار کریں تو جان لو کہ اللہ نے ان کے بعض گناہوں کی سزا دینے کا ارادہ کر ہی لیا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اِن لوگوں میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں۔ تو پھر کیا یہ جاہلیّت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ یقین رکھنے والے لوگوں کے لیے اللہ سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو اپنا رفیق نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہی میں ہے، اللہ ظالموں کو ہرگز راہِ راست نہیں سجھاتا۔ اے رسولؐ، تم دیکھتے ہو کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے وہ اُنہی لوگوں سے پینگیں بڑھا رہے ہیں۔ یہ کہتے ہیں ہمیں اندیشہ ہے ہم کسی مصیبت کے چکّر میں نہ پھنس جائیں۔ مگر جلد ہی ممکن ہے کہ اللہ تمہیں فیصلہ کن فتح بخش دے یا اپنی طرف سے کوئی بات ظاہر کردے

اوراس حق سے ہٹ کر، جو تمہارے پاس آچکا ہے، ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو۔ تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک شریعت اور طریقِ زندگی مقرر کیا اور اگر اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت بنا دیتا لیکن اس نے پسند کیا کہ جو کچھ تم لوگوں کو دیا ہے اس میں تمہیں آزمائے، پس تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو آخر کار تم سب کو اللہ ہی کی طرف پلٹ کر جانا ہے، پھر وہ تمہیں اصل حقیقت بتادے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔ پس اے محمدؐ! تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق ان اہلِ کتاب لوگوں کے معاملات و تنازعات کا فیصلہ کیا کرو اور ان کی خواہشوں کی سرِ مو پیروی نہ کرو۔ اور ان فریبی اہلِ کتاب سے ہوشیار رہو کہ یہ لوگ کہیں تم کو آزمائش و پریشانی میں نہ ڈال دیں۔ تمھیں اُن اصول و ضوابط سے ذرہ برابر ہٹانہ پائیں جو اللہ نے تمہاری طرف نازل کیے ہیں۔ پھر اگر یہ اس کو (تمھارے فیصلے کو) تسلیم کرنے سے انکار کریں تو جان لو کہ اللہ نے ان کے بعض گناہوں کی سزا دینے کا ارادہ کر ہی لیا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اِن لوگوں میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں۔ اگر یہ وحی الٰہی کی روشنی میں تمہارے کیے ہوئے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہیں تو پھر کیا یہ جاہلیّت ❶ کا فیصلہ (یعنی محدود انسانی عقل کا جانب دارانہ فیصلہ) چاہتے ہیں؟ اللہ اور آخرت پر یقین رکھنے والے لوگوں کے لیے اللہ سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ ۴۷ اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو اپنا رفیق نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہی میں ہے اور اُس نے دین اسلام کی حدود کو پار کیا اور اپنی جان پر ظلم کیا۔ اب انتظار کرو کہ وہ زندگی کے بے شمار معاملات میں گم راہی کا شکار ہوں، کیوں کہ اللہ ظالموں کو ہرگز راہ راست نہیں سجھاتا۔ اے رسولؐ، تم دیکھتے ہو کہ جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ اُنہی لوگوں سے پینگیں بڑھا رہے ہیں۔ اپنی صفائی میں یہ کہتے ہیں ہمیں اندیشہ ہے کہ آنے والے دنوں میں نہ جانے کیا حالات ہوں اور ہم اِن سے روابط توڑ کر کہیں کے نہ رہیں اور کسی مصیبت کے چکر میں نہ پھنس جائیں ❷۔ مگر جلد ہی ممکن ہے کہ اللہ تمہیں ملک میں آباد دوسری تمام قوموں پر فیصلہ کن فتح بخش دے یا اپنی طرف سے اہلِ ایمان کے حق میں کوئی اور خوش کن بات ظاہر کردے............

فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ
نٰدِمِيْنَ ۝۵۲ وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ
الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ
اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ
فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۝۵۳ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ
فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ
يُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى
الْكٰفِرِيْنَ ۫ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ
لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ
اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ
عَلِيْمٌ ۝۵۴ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ
يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ۝۵۵ وَ مَنْ
يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ
حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝۵۶ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ ۸۶
اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا
دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَ
اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۵۷ وَ اِذَا
نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ
لَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝۵۸

اور انھیں اس چیز پر جو یہ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں، نادم ہونا پڑے۔ اور اہل ایمان کہیں گے کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جو بڑے مبالغہ سے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں! ان کے سارے ہی اعمال ضائع ہوگئے اور آخر کار یہ ناکام و نامراد ہوئے۔ اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے تو پھر جائے۔ اللہ کسی دوسرے گروہ کو اُٹھائے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ اُن کو محبوب ہوگا، جو مومنوں کے لیے نرم خو ہوں گے اور کفّار کے لیے سخت ہوں گے، جو اللہ کی راہ میں سرگرمی کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اللہ بڑی وسعت والا ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔ اے مسلمانو! تمہارے حقیقی دوست اور مددگار تو بس اللہ اور اللہ کا رسولؐ اور وہ اہلِ ایمان ہیں جو نماز قایم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے آگے خشوع و خضوع اختیار کرنے والے ہیں۔ اور جو شخص اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے اور مسلمانوں سے دوستی کرلے، وہ یقین جانے کہ یہ اللہ کی پارٹی ہے، انھی کو غالب ہونا ہے۔ ۸۶- اے مسلمانو! تم سے قبل جنھیں کتاب دی گئی (یعنی یہود و نصاریٰ)، اُن میں سے جن لوگوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنالیا ہے، اُنہیں اور دیگر غیر مسلموں کو اپنا دوست اور حامی نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ اور جب تم نماز کے لیے پکارتے ہو تو وہ اس کا مذاق اُڑاتے اور تفریح کا نشانہ بناتے ہیں اس لیے کہ وہ عقل نہیں رکھتے۔

اور انھیں اس چیز پر جو یہ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں، نادم ہونا پڑے۔ اور جب اللہ اِن کا نفاق کھول دے گا دنیا ہی میں یا آخرت میں تو اس وقت اہل ایمان کہیں گے کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جو بڑے مبالغہ سے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں! ان کی نمازیں، صدقات، جہاد میں شرکت الغرض سارے ہی اعمال ضائع ہوگئے، اور آخر کار یہ ناکام و نامراد ہوئے۔ یہ لوگ دنیا میں اپنے کاروبار، رشتہ داریوں اور مسلمانوں کے درمیان مناصب حاصل کرنے میں کامیاب ہیں اور انھیں کوئی کافر نہیں کہہ سکتا مگر یہ اللہ کے پاس کافر ہی شمار ہوتے ہیں۔

اے ایمان والو! نفاق تمھارے پاس پھٹکنے بھی نہ پائے، اگر تم میں سے کوئی منافقت اختیار کرکے اپنے دین سے پھرتا ہے تو پھر جائے اللہ کو کوئی پروا نہیں۔ اللہ کسی دوسرے ایسے عمدہ اوصاف و کردار والے گروہ کو اس کام کے لیے اُٹھائے گا جو اللہ کو محبُوب ہوں گے اور اللہ اُن کو محبُوب ہوگا، جو مومنوں کے لیے نرم خو، عفو درگزر کرنے والے اور اُن کے ساتھ ہمدردی اور ایثار و قربانی کا روّیہ رکھنے والے ہوں گے اور کفّار کی ہر چال، لالچ اور تشدد کے مقابلے میں سخت چٹان کی مانند اپنے موقف پر جمنے والے ہوں گے، جو اللہ کے کلمے کی سربلندی کی راہ میں سرگرمی کا حق ادا کریں گے اور اس دوران اپنے احباب، رشتے داروں، کاروباری پارٹنر اور صاحبانِ عزت و منصب اور اقتدار میں سے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ اللہ کے دین کے لیے کام کی یہ شان محض اللہ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اللہ بڑی وسعت والا ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔

اے مسلمانو! یہود و نصاریٰ اور یہ منافقین ہرگز کسی اعتبار کے لائق نہیں، تمہارے حقیقی دوست اور مددگار تو بس اللہ اور اللہ کا رسولؐ اور وہ اہلِ ایمان ہیں جو نماز قایم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے آگے خشوع و خضوع اختیار کرنے والے ہیں۔ اور جو شخص اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے اور مسلمانوں سے دوستی کا تعلق قایم کرلے، وہ یقین جانے کہ یہ اللہ کی پارٹی ❸ ہے، انھی کو غالب ہونا ہے۔ ۸۶ اے مسلمانو! تم سے قبل جنھیں کتاب دی گئی (یعنی یہود و نصاریٰ)، اُن میں سے جن لوگوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنالیا ہے، اُنہیں اور دیگر غیر مسلموں کو اپنا دوست اور حامی نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ اور جب تم نماز کے لیے پکارتے (یعنی اذان کی آواز بلند ہوتی ہے) ہو تو وہ اس کا مذاق اُڑاتے اور اسے ایک ہنسی اور تفریح کا نشانہ بناتے ہیں اس لیے کہ وہ اتنی عقل نہیں رکھتے کہ ظرف کا مظاہرہ کرسکیں۔

❶ ہر وہ قانون، ضابطہ، رسم و رواج، طریقہ جاہلیت ہے جو اللہ کی اُتاری ہوئی کتاب، قرآن مجید سے ٹکراتا ہو۔ جاہلیت قدیم جتنی بری تھی اتنی ہی بری دورِ جدید کی نام نہاد "روشنی، enlightment" بھی اتنی ہی، بلکہ اُس سے بدرجہا بُری ہے۔ کسی مسلمان کی اس سے بڑی بدقسمتی کیا ہوسکتی ہے کہ وہ اللہ کی اُتاری ہوئی شریعت کو چھوڑ کر کہیں اور سے فیصلہ چاہے۔ جاہلیہ ایک تفصیل طلب موضوع ہے، جس کا احاطہ اس کتاب کے دائرے میں نہیں ہے تاہم تھوڑی سی تفصیل ہم اوپر مفہوم کے توضیح طلب دو نکات کو بیان کرنے کے بعد کر رہے ہیں۔

❷ منافقین کے طرز عمل کو بیان کیا جارہا ہے۔- منافقین مسلمانوں کے درمیان ہمیشہ موجود رہے ہیں اور رہیں گے۔ اسلام کے غلبے اور اُس کی سلطنت میں منافقت کا وجود بڑا ہی سمجھ میں آنے والا ہے کہ اسلام کا دم بھر کے غالب قوم کے فرد کی حیثیت سے تمام دنیاوی فوائد سمیٹے جائیں، مگر اسلام کی غربت و غلامی کے دور میں بھی اسلام سے بے زار مسلمان گھرانوں میں پیدا ہوجانے والے اسلام بے زار 'ناچار مسلمانوں' کو اپنے گھر اور قبیلے کے دین کو چھوڑنا آسان نہیں ہوتا، کیوں کہ اِس کے نتیجے میں آپس کی شادیاں، مشترکہ جائیدادیں اور مشترک کاروبار اور مرنے جینے کی تمام رسومات پر ایک سوالیہ نشان لگ جاتا ہے۔ مدینے کے جس دور کی ہم بات کررہے ہیں یعنی سنہ ۴ ہجری کے آس پاس کی، تو اُس دور میں اگرچہ مدینے میں اسلامی حکومت تھی مگر اطراف میں بنو نضیر اور بنو قریظہ موجود تھے، جو ہر آن مشرکین مکہ کے ساتھ مل کر اس نوخیز حکومت کو گرانے کی خوش خبریاں منافقین کو سناتے رہتے تھے۔ اِن حالات میں منافقین کو یہی راہ مناسب تھی کہ دونوں جانب یہود اور مسلمان، دونوں ہی سے اچھی راہ و رسم رکھیں اور آخری معرکے میں جس کا پلڑا بھاری ہو اُس کے ساتھ لگ جائیں۔ فرمایا جارہا ہے کہ اِن کی دوغلی چال کام یاب نہیں ہوگی ایک دن منافقین کا سارا بھانڈا پھوٹ جائے، اُن کو سرِ عام رسوا ہونا پڑے گا اور آپ آنے والے دنوں میں منافقین کو جابجا رسوا ہوتا دیکھیں گے۔

❸ یہاں ایک یقینی بات یہ بتائی جارہی ہے کہ اللہ کے رسولؑ اور مومنین پر مشتمل گروہ/جماعت کو لازمی غلبہ حاصل ہوگا اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ رسولؑ اور اس کے ساتھی حزب اللہ کو تشکیل دیتے ہیں یعنی اللہ کی جماعت ہیں، اللہ کی پارٹی ہیں، جو براہِ راست اللہ کی رہنمائی میں کام کررہی ہے۔ رسولوں کے معاملے میں یہ اللہ کی سنت رہی ہے کہ اُسی کو لازمی کامیابی ملتی ہے اِس بات کو قرآن نے متعدد جگہ بیان کیا ہے۔ اس سے واضح ہے کہ رسول کی جماعت ہی حزب اللہ' ہوتی ہے۔ اس کے بعد کسی جماعت کے لیے یہ نام اس یقینی غلبے کے دعوے کے ساتھ موزوں نہیں تاہم اللہ کے لیے کام کرنے والے حزب اللہ ہی ہوتے ہیں اور اُنھیں اپنے

مالک سے اچھی امید کا یقین رکھنا چاہیے۔ اگلی سطور میں کچھ باتیں جاھلیۃ کے بارے میں :

جاھلیۃ کیا ہے

کلام مجید میں لفظ "جاھلیۃ" چار مرتبہ "ظَنُّ الجاہلیۃ"، حُکمُ الجاہلیۃ"، "تَبَرُّجُ الجاہلیۃ" اور "حَمِیۃُ الجاہلیۃ" جیسی مرکب اصطلاحات کے ذریعے جاہلیت کے مظاہر کو بیان کرنے کے لیے وارد ہوا ہے اور چاروں مرتبہ یہ اُن امور کی انتہائی ملامت اور مذمت کے لیے آیا ہے۔ تین مواقع کی آیات 'کاروانِ نبوت' میں گزر چکی ہیں، یاد دہانی کے لیے چاروں مواقع کی آیات کا متن، ترجمہ اور مفہوم ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

سُوۡرَةُ اٰلِ عِمۡرٰن آیہ ۱۵۴

يَظُنُّونَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ — اللہ کے متعلق خلافِ حقیقت جاہلانہ گمان کرنے لگے۔

يَقُولُونَ هَل لَّنَا مِنَ الأَمْرِ مِن شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الأَمْرَ كُلَّهُ لِلّٰهِ" .... — کہنے لگے کہ امور کو طے کرنے میں ہمارا بھی کوئی حصہ ہے؟

مگر ایک دوسرا گروہ منافقین بھی تھا، جس کے لوگوں کو صرف اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی، اللہ کے متعلق خلافِ حقیقت جاہلانہ گمان کرنے لگے۔ کہنے لگے کہ مسلمانوں کے نظم اجتماعی اور اس کے امور کو طے کرنے میں ہمارا بھی کوئی حصہ ہے؟ ان سے کہو رسول کی موجودگی میں کسی کا کوئی حصہ نہیں، اس کام کے سارے اختیارات اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔

سُوۡرَةُ الۡمَآئِدَة آیہ ۵۰

أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ — تو پھر کیا یہ جاہلیّت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ یقین رکھنے والے لوگوں کے لیے اللہ سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔

[اپنے تمام معاملات و مقدمات، خواہ دیوانی ہوں یا فوجداری، معاشی، سیاسی وغیرہ تمام میں] اگر یہ وحی الٰہی کی روشنی میں تمہارے کیے ہوئے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر رہے ہیں تو پھر کیا یہ جاہلیّت کا فیصلہ (یعنی محدود انسانی عقل کا جانب دارانہ اور اپنی پسند کا فیصلہ) چاہتے ہیں؟ اللہ اور آخرت پر یقین رکھنے والے لوگوں کے لیے اللہ سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہو سکتا ہے۔ ع

اِس آیت کا حوالہ محمد قطبؒ اپنی کتاب 'مفہومات' میں یوں دیتے ہیں :

"منافقین نہ تو توحید کے مسئلے پر اعتراض کرتے، نہ ہی عبادات کے مسئلے پر سوال و جواب کرتے (اگرچہ ان کے ادا کرنے میں سستی اور بددلی دکھاتے)۔ مگر سوسائٹی سے متعلقہ احکام اور ضابطوں سے، جو ''شریعت ''

کی صورت میں اتارے جا رہے تھے، ان کی جان جاتی تھی۔ یہاں وہ اعتراض کرتے۔ یہ (سماجی) زنجیریں سب سے گراں تھیں۔ اِس سے بھاگنے کی وہ پوری کوشش کرتے اور طاغوت کے حکم اور دستور کی جانب لوٹنے کی ہر صورت نکالنے کے لیے کوشاں رہتے۔ چنانچہ مدینہ کے اندر قرآنی آیات منافقین کے تذکروں کے دوران بے شمار پہلوؤں سے حکم ما انزل اللہ کے مسئلے کو لے کر آتی ہیں۔ وجہ کیا ہے؟ اُس وقت کا 'برننگ ایشو' (burning issue) یہی تھا: سوسائٹی میں رائج ضابطے اور دستور۔ (اور آج بھی 'برننگ ایشو' یہی ہو گیا ہے!) یہاں دوٹوک انداز میں فرمانِ الٰہی جاری کیا جاتا ہے: أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْماً لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ (المائدۃ ۵۰) "تو کیا یہ لوگ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک فیصلہ کرنے میں اللہ سے بہتر کوئی نہیں ہے"۔

حقیقت یہ ہے کہ ما انزل اللہ کے مقابلے میں جو بھی انسانی عقل نے سوچا وہ سب جاہلیت ہے اور اسلام جاہلیت کو مٹانے ہی آیا تھا، وہ جاہلیت کے اندھیاروں سے انسان کو روشنی اور نور کی طرف لاتا ہے اور شیطان اور اُس کے حواری انسانوں کو نور [وحیٔ الٰہی] سے ظلمات [انسانوں کے بنائے ہوئے ضابطوں] کی طرف لے جاتے ہیں۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَاب آیہ ۳۳

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً

اپنے گھروں میں ٹِک کر رہو۔ سابق دَورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو، نماز کا اہتمام کرو، زکوٰۃ دو اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ نبیؐ کے گھر والوں سے بُرائی کو دور کرے اور تمھیں پوری طرح پاک کر دے ﴿۳۳﴾

اے نبی کی بیویو! اپنے گھروں میں ٹِک کر رہو بلا ضرورت باہر نہ نکلو۔ اور نکلو تو سابق دَورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو، پابندیٔ وقت کے ساتھ خشوع و خضوع سے اللہ کی یاد کے لیے نماز کا اہتمام کرو، زکوٰۃ دو اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اے نبی کی بیویو! اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ نبیؐ کے گھر والوں سے ہر نوع کی بُرائی کو دور کرے اور تمھیں پوری طرح پاک کر دے تاکہ منافقین کو فتنہ پھیلانے کا موقع نہ ملے۔

سُوْرَةُ الْفَتْح آیہ ۲۶

إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ جب اِن کافروں نے اپنی عزت، محض جاہلانہ عزت

حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ. وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۲۶﴾

کے بچاؤ کا عزم کر لیا تو اللہ نے اپنے رسولؐ اور ایمان والوں پر طمانیت نازل فرمائی اور اُن کو کَلِمَةُ التَّقْوٰی کا پابند رکھا کہ یہ ٹیم اس انعام کی زیادہ مستحق اور اس کی اہل تھی۔ اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

[حدیبیہ کی وادی میں صلح سے قبل کی بات ہے] جب اِن کافروں [مکہ کے سرداروں] نے اپنے دلوں میں اپنی عزت، جاہلانہ اور سراسر خود ساختہ عزت کے بچاؤ کا عزم کر لیا تو اللہ نے اپنے رسولؐ اور ایمان والوں پر طمانیت [دشمن سے مقابلے کے دوران اشتعال میں آئے بغیر پرسکون رہتے ہوئے اپنی طاقت و قوت و ہمت کو جمع رکھنے اور بڑھانے کی صلاحیت] نازل فرمائی اور اُن کو کَلِمَةُ التَّقْوٰی [ہر حال میں خوفِ الٰہی اور اطاعتِ رسولؐ کے اصول] کا پابند رکھا کہ اللہ کے رسولؐ کی برسوں کی محنت سے تیار کردہ یہ بلند کردار اور جاں نثار اور وقتی طور پر غم زدہ ٹیم اس انعام کی بڑی مستحق اور اس کی اہل تھی۔ اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

مکی زندگی میں یہ لفظ ایک بار بھی نہیں آیا

قرآن مجید نے زمانۂ قبل نبوت کے نظام زندگی کے عیوب و خامیوں پر کڑی نکتہ چینی کی ہے اور اُن کو جاہلیۃ سے تعبیر کیا ہے۔ جاہلیۃ کا نظام زندگی وحی الٰہی یا کسی آسمانی کتاب کی ہدایت کے بغیر الحادی یا شرکیہ فلسفہ زندگی کی بنیادوں پر انسانی عقل اور تجربے سے تعمیر ہوتا ہے۔ اسلام کے نزدیک ایک انسان اپنی نفسانی خواہشات کی بنیاد پر اپنی ذات پر، ابنائے نوع انسانی پر اور دیگر مخلوقات اور کائنات کے تمام وسائل پر جو زیادتیاں اور بے جا تصرف کرتا ہے وہ بھی جاہلیت ہے اور وہ تمام نفسانی روّیے اور بیماریاں جو انسان کو معروف سے ہٹا کر منکر پر مائل کرتی ہیں وہ جہالت کی اور جاہلی تہذیب کی نشانیاں ہیں۔ اسلام کے مقابلے میں شیطان جاہلیت کا علم بردار ہے۔ ہر ادارتی کام (institutional actions and reforms)، روّیے، قانون، ضابطے جو کسی معاشرے میں طریقِ زندگی کی تشکیل کرتے ہیں جس میں امورِ سلطنت [وہ وزارتِ خارجہ کے ہوں یا وزارتِ دفاع کے] سے لے کر معمولی جزئیات جیسے طہارت، لباس کی تراش خراش اور انسانوں کی وضع قطع تک شامل ہے اگر اسلام کے دیے ہوئے یعنی قرآن و سنّت کے کھینچے ہوئے خطوط کے بر خلاف اور معکوس ہیں تو یہ سب نری جاہلیت ہے۔

جاہلیت نے جس طرح زمانہ قدیم میں کسی نظام میں یا کسی معاشرے میں یا کسی انسان کو اپنے قابو میں کیا

تھا، آج اُس سے کہیں زیادہ کیا ہوا ہے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان کی عمر بڑی لمبی اور تجربہ میں ہزاروں ہزاروں برس کا تسلسل ہے کائنات کے وسائل پر ہمیشہ اُس کے چیلوں کا قبضہ رہا ہے، اُن ہی کی حکومت رہی ہے، نبیوں نے جاہلیت کو ختم کرنے میں اپنی زندگیاں لگائی ہیں، مگر انسانوں کی غالب اکثریت نے ہمیشہ طاغوت کی پیروی کی ہے۔ اللہ کے قلیل التعداد منتخب بندے شیطان کے قابو میں کبھی نہیں آسکے مگر انسانوں کی اکثریت نے ہمیشہ جاہلیت کے حق میں اپنا وزن ڈالا اور اُسی کے لیے زندہ رہی اور اُسی پر مرتی رہی ہے، آج بھی ساری دنیا کے مسلمان ممالک کے ہوں یا غیر مسلم ممالک کے، عوام کی اکثریت کے ووٹ اور نوٹ، دل اور جان شیطان ہی کے لیے ہیں۔

ویسے تو سارے ہی منکرانہ روّیے جاہلیت کی تعریف میں آتے ہیں لیکن خصوصی طور پر ❶ شرکیہ نظریات و عقائد، ❷ تکبر، ❸ خود سری، ❹ بے حیائی ، ❺ نسلی اور وطنی تعصب، ❻ وحی [کتاب و سنّت] کے مقابلے میں اپنی عقل کی برتری کا گمان اور ❼ سرمایہ پرستی جاہلیت کی وہ بڑی اقسام ہیں جن کا تذکرہ ہمیں قرآن و حدیث میں ملتا ہے۔ مسلم اور غیر مسلم دنیا کی تقسیم سے کوئی غرض نہیں ، دنیا کی ساری یونیورسٹیاں، پارلمنٹس، عدالتیں، میڈیا اور حکومتیں جاہلیت کو پھیلانے میں آج جتنی مصروف و جری ہیں انسانی تاریخ میں پہلے کبھی نہیں رہیں لیکن افسوس یہ ہے کہ تمام مذاہب کے مذہبی ادارے، عبادت گاہیں، جماعتیں، مدرسے ، ہندوؤں، عیسائیوں اور یہودیوں ہی کے نہیں مسلمانوں کے بھی مذکورہ اداروں کی بڑی اکثریت سوائے جاہلیت کو پھیلانے کے اور کوئی کام نہیں کر رہی ہے، اِلّا ماشاء اللہ۔ جن لوگوں کو اللہ کی توفیق و عنایت سے قرآن مجید کو تفکر اور تدبر سے پڑھنے اور اقامت دین کے لیے رسول اللہ ﷺ کی جدوجہد کو سمجھنے کا موقع مل گیا ہے وہ اِس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں، جاہلیت کے ماروں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آسکتی !

پچھلی صدی میں محمد بن عبد الوہابؒ اپنے زمانے کی جدیدیت و مغربیت کو زیرِ بحث لائے۔ اُن کے خیال میں اُس وقت دنیا میں موجود مسلمانوں کے عقائد و اعمال اسلام کے بجائے جاہلیت کا شکار تھے۔ اُن کے بعد محمد عبدہ اور محمد رشید رضا نے بھی اسی خیال کا اظہار کیا کہ عصر حاضر میں مسلمان، دین اور اخلاق کے لحاظ سے، دورِ نبوت ﷺ کے مشرکین و یہود سے سے زیادہ جاہلانہ روّیوں پر کاربند ہیں جن پر قرآن نے نکیر کی تھی۔

عصرِ حاضر میں سیّد مودودیؒ نے سب سے پہلے جاہلیت پر تنقید کر کے پورے عالم اسلام کو جگایا جس کے نتیجے

میں پوری دنیا میں مسلمانوں کے درمیان سعید روحیں جاہلیت سے ٹکرانے کے لیے اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ جاہلیت سے آگاہ اور جاہلیت کے ماروں کے درمیان اُنھوں نے شعوری اور غیر شعوری 'ناچار مسلمان شو'[1] افراد کی شناخت مہیا کی۔ مودودیؒ نے مغربی تمدن کو جدید جاہلیت کا نام دیا۔ایک زمانے میں سعودی حکومت نے اُنھیں شاہ فیصل ایوارڈ دیا تھااور پھر دسمبر ۲۰۱۵ء میں سید مودودیؒ کی بیس کتابوں کو سعودی مملکت میں ممنوع قرار دیا گیا ہے اُس میں اُن کا ایک کتابچہ بھی شامل ہے جس کا نام 'اسلام اور جاہلیت' ہے۔ سیّد مودودیؒ کی کتابوں بشمول تفہیم القرآن پر ۲۰۱۰ء سے بنگلہ دیش میں بھی پابندی ہے اور وہاں اُن کی پارٹی، جماعت اسلامی کے درجنوں قائدین موت کی سزا پاکر میدانِ بدر سے روانہ ہونے والے شہدا کے قافلے میں شامل ہو چکے ہیں۔ یورپ میں جہاں آزادی رائے کی بڑی اہمیت ہے اور ہر قسم کی آراء کے اظہار اور اُن کو تحمل سے سننے کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اور یہ بات اُن کی بنیادی اقدار میں سے ہے، وہاں برٹش حکومت نے جیلوں کی لائبریریز میں مولانا مودودیؒ کی کتب رکھنے پر پابندی عائد کر دی ہے! درحقیقت ساری دنیا جاہلی اقدار کے فروغ پر متفق ہے۔

سید مودودیؒ نے سرمایہ دارانہ اور اشتراکی دونوں ہی نظاموں کو جاہلیت قرار دیا اور اُن پر خود اُنھوں نے اور اُن کے متبعین نے زبردست تنقیدی لٹریچر تیار کیا جس نے ایک دنیا کو متاثر کیا۔ شروع میں اُن کے ساتھ شامل ہونے والوں میں ابوالحسن علی ندویؒ نے اُن کے نظریے "جدید جاہلیت" کو اپنی کتاب ماذا خسر العالم

---

۱ **غیر شعوری ،'ناچار مسلمان شو'** ایسے مسلمان ہیں جو فرائض سے لاپرواہ ہی نہیں بلکہ ملحد ہیں یا قرآن مجید کے کتابُ اللہ ہونے اور آخرت کے واقع ہونے پر تشکیک کا شکار ہیں مگر مسلمان گھرانوں میں بغیر خواہش کے پیدا ہو جانے کی بنا پر اُن کے مسلمان کہلائے جانے سے اُن کے بہت سارے خاندانی، معاشرتی اور معاشی مفادات وابستہ ہیں، چناں چہ دل پر جبر کر کے اپنے آپ کو مسلمان کہلوانے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں پاتے۔ یہ نفس کے بندے، اغوائے شیطانی کا شکار منافقین، اپنے آپ کو روشن خیال گمان کرتے ہیں، درحقیقت یہ بڑی ہی قدیم جاہلیت کے شکار، اندھیروں کے باسی ہیں اور اتنی جرأت نہیں رکھتے کہ جو دل میں ہے زبان پر لائیں، اگر مسلمان ہیں تو اسلام کے نظام زندگی ہونے کو تسلیم کریں اور محمد بن عبد اللہ ﷺ کے رہبر و رہنما ہونے کا اور اُن کو زندگی کے ہر دائرے میں رول ماڈل ہونے کا دم بھریں اور اُن کے مقابل اپنی پارٹی کے بڑے لیڈر کی گمراہی کا اعلان کر سکیں۔ سوچ سمجھ کر حلق کے نیچے تصدیق دل سے کہیں: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور اعلان کریں رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا۔

بانحطاطِ المُسلمین میں مضبوط استدلال کے ساتھ پیش کیااور مغربی تہذیب و تمدن کو جاہلیت کی ایک تیز رفتار ٹرین قرار دیا جس میں سوار مسلم اور دوسری اقوام ٹرین کے بے بس مسافروں کی مانند ہیں کہ وہ ٹرین جہاں جارہی ہے وہ بھی وہیں جارہے ہیں۔ سیّد مودودیؒ سے متاثراور ہم نواعالم عرب کے نامور مفسر سیّد قطبؒ نے اپنی کتاب معالم فی الطریق میں موجودہ دور کی جاہلیت کا سخت محاکمہ کیاہے وہ یہی کہتے ہیں کہ موجودہ تہذیب اُسی جاہلیت کی مانند بلکہ اُس سے بھی بدتر ہے جس کا رسول اللہ ﷺ کو سامنا تھا۔اُن کا کہنا ہے کہ جاہلیت انسان کوانسان کی بندگی سکھاتی ہے اور اسلام انسان کواللہ کی بندگی سکھاتا ہے۔اُن کے انھی اور ایسے ہی خیالات کی بنیاد پر اُن کو مصری حکومت نے پھانسی کی سزادی۔اُن کی کتاب سے ایک اقتباس ملاحظہ ہواور سوچیں اگر ایسا لکھنے والے آدمی کو نظامِ باطل پھانسی نہ دے تو چین سے کیوں کرانسانوں پر اپنی خدائی کو قایم رکھے ؟

"یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی ذاتی زندگیوں میں جاہلی معاشرے کے شکنجے سے،جاہلی تصورات کی گرفت سے ،جاہلی روایات کے دباؤ اور جاہلی لیڈرشپ کے تسلط سے آزادی حاصل کریں۔ہمارا مشن جاہلی معاشرے کے عمل کے نظام کے ساتھ مصالحت کرنا نہیں ہے،اور نہ ہم اس کے وفادار بن کر رہ سکتے ہیں۔جاہلی معاشرہ اپنے جاہلی اوصاف و خصائص کی وجہ سے اس قابل نہیں ہے کہ ہمارے اور اس کے درمیان مصالحت کا کوئی رویہ قائم ہوسکے۔لہٰذا ہمارا کام یہ ہونا چاہیے کہ ہم پہلے اپنے آپ کو بدلیں تاکہ بالآخر معاشرے کو تبدیل کرسکیں۔ہمارا اولین مقصد معاشرے کے عملی نظام میں انقلاب ہے۔جاہلی نظام کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنا ہے جو اسلامی نظام زندگی کے ساتھ بنیادی طور پر متصادم ہے،اسلامی تصورات کی ضد ہے اور جو ہمیں جبر و تشدد کے وسائل کا سہارا لے کر اس نظام کے زیرِ سایہ زندگی گزارنے سے محروم کررہاہے جس کا مطالبہ ہم سے اللہ کرتاہے۔زندگی کے اس نئے سفر میں ہمارا سب سے پہلا قدم یہ ہوگا کہ ہم جاہلی معاشرے کے تمام اقدار و نظریات پر غلبہ پانے کی کوشش کریں۔اور جاہلی معاشرے کے ساتھ سودے بازی کرنے کیلئے ہم اپنی اقدار حیات اور اپنے نظریات میں سرِمو تبدیلی گوارانہ کریں۔ایسی باتیں ہمارے حاشیہ خیال میں نہ آنی چاہیئں۔ہمارا راستہ الگ ہے اور جاہلیت کا راستہ الگ ! اگر ہم ایک قدم بھی جاہلیت کے ساتھ چلے تو نہ صرف اپنے نظام حیات کا سررشتہ ہاتھ سے چھوڑ بیٹھیں گے بلکہ راہ حق بھی گم کر بیٹھیں گے۔۔۔۔۔ماخوذاز "**معالم فی الطریق**" سید قطب شہیدؒ

جولوگ تفصیل سے جاہلیت کے موضوع کو سمجھنا چاہتے ہیں اُن کے لیے سیّد مودودیؒ کی اسلام اور جاھلیت اور سیّد قطب شہیدؒ کی **معالم فی الطریق** کا پڑھنا بہت مفید ہوگا۔

۱۷۵ — ۴ غزوہ بنو نضیر سے قبل یہود سے خطاب

آیات ۵۹ تا ۸۶

اگلی آیات میں [۵۹تا۶۴] میں یہود مخاطب ہیں جنھیں حاملِ توراۃ ہونے کی بنا پر اہلِ کتاب کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔یہود کے جرائم ،ارادوں، کتمانِ حق،اُن کے علماء کی حرام خوری،اسلام کے خلاف بے ہودہ طعنوں اور تمسخر کا اور آپس میں کے ایک دوسرے گروہ سے عداوت رکھنے کا پھر نتیجتاً اللہ کی جانب سے ملعون قرار پانے کا ذکر ہے،مزید ان لوگوں کا مسلمانوں کے خلاف جنگ کی آگ گرم کرنے میں مصروف رہنے اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوششیں کرنے کا تذکرہ ہے اور حسرت وافسوس ہے کہ کاش، اہلِ کتاب ایمان لاتے جیسا کہ حق ہے ایمان لانے کا، تقویٰ اختیار کرتے جیسا کہ حق ہے تقویٰ اختیار کرنے کا اور انجیل و توراۃ کو قایم کرتے تو اللہ کی رحمت کے سزاوار ہوتے۔

جیسا کہ بارہا زیرِ نظر اِس کتاب میں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ "آنے والے وقتوں میں مسلمان، یہود و نصاریٰ کی پیروی میں اس حد تک جائیں گے کہ یہود و نصاریٰ اگر وہ ایک گوہ کے بل میں گھسے ہوں گے تو یہ بھی گوہ کے بل میں گھسیں گے"۔صادق و مصدوق ﷺ کا یہ قول کس طرح پورا ہوا ہے کہ آج مسلمان اِن آیات کے مصداق نظر آتے ہیں۔

بد دیانتی اور حرام خوری کا عالم یہ ہے کہ مسلمان ممالک میں ایک سپاہی سے لے کر سالارِ اعظم تک اور چوکیدار و جمادار سے لے کر وزرائے اعظم اور سربراہانِ مملکت تک کے لیے دیانت دار اور فرض شناس آدمی ناپید ہوگئے ہیں۔کردار کے اس مذکورہ ناگوار پہلو میں علماء اور فقہا کسی سے کم نہیں بلکہ اُن کے آپس کے جھگڑوں اور روٹیوں کے کم پڑ جانے کے خوف سے کتمان حق [اربابِ اقتدار کی جاھلیۃ پسندی پر اور قوم کی بدعات اور مشرکانہ افعال سے چشم پوشی] نے معاشرے میں اُن کو بے ایمان و بد دیانت اہلِ سرمایہ و اقتدار کے در کا بھکاری بنا دیا ہے۔کاش، مسلمان ایمان لاتے جیسا کہ حق ہے ایمان لانے کا، تقویٰ اختیار کرتے،قرآن کو قایم کرتے تو اللہ کی رحمت کے سزاوار ہوتے۔

یہود کا ایک جرم یہ بھی تھا [جس میں آج مسلمان اُن سے زیادہ تیز ہیں] کہ اپنے مکروہ کردار و اعمال پر نظر کرنے کے بجائے اللہ کا شکوہ کرتے اور اُس کو ساری خرابیوں کا ذمہ دار ٹھہراتے،اپنی معاشی بدحالی کے لیے کہتے کہ ہمیں کچھ دینے کے لیے اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔پریشانیوں میں اللہ کی طرف رجوع کرنے کے بجائے وہ جل جل کر اس قسم کی گستاخانہ باتیں کیا کرتے۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ
مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ
اِلَيْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اَنَّ
اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ قُلْ هَلْ
اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً
عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ
عَلَيْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ
الْخَنَازِيْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ
اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ
السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾ وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْۤا
اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ
خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا
يَكْتُمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ
يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ
اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۲﴾ لَوْ لَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ
وَ الْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَ
اَكْلِهِمُ السُّحْتَ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا
يَصْنَعُوْنَ ﴿۶۳﴾ وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ
مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا
قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ
كَيْفَ يَشَآءُ ؕ

اے اہلِ کتاب! کیا تم ہم سے اِس بات پر بگڑے ہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر، اور اس چیز پر جو ہماری طرف اللہ نے نازل کی ہے اور اُن چیزوں پر جو ہم سے پہلے نازل ہوئی تھیں، اور حقیقت یہ ہے کہ تم میں سے اکثر لوگ بدکار ہیں۔اِن سے کہو، کیا میں اُن لوگوں کی نشاندہی کروں جن کا انجام اللہ کے پاس فاسقوں کے انجام سے بھی بدتر ہوا، وہ جن پر اللہ نے لعنت کی، جن پر اُس کا غضب ٹوٹا، جن کے اندر سے بندر اور سُور بنائے گئے، جنہوں نے طاغوت کی بندگی کی۔ یہی لوگ بدتر درجے والے ہیں اور یہی راہ راست 'سَوَاءُ السَّبِيل' سے بہت دور بھٹک جانے والے ہیں۔اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے حالاں کہ وہ کفر ہی لیے ہوئے آئے تھے اور کفر ہی لیے ہوئے واپس گئے اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ یہ چھپائے ہوئے ہیں۔اوران کو تو تم دیکھتے ہی ہو کہ ان کی اکثریت حق تلفی، زیادتی اور حرام خوری کی راہ میں خوب سرگرم رہتی ہے اور حرام مال کھاتے ہیں! کیا ہی بدترین حرکات ہیں جس میں یہ مصروف ہیں۔کیوں اِن کے عُلماء اور مشائخ انہیں گناہ کی باتیں کہنے اور حرام کھانے سے نہیں روکتے؟ یقیناً بہت ہی بُرا ہے جو یہ کر رہے ہیں۔یہودی کہتے ہیں اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ بخیل یہ خود ہیں، ان کے ہاتھ باندھے گئے ہیں، اور اِسی بکواس کی بدولت جو یہ کرتے ہیں اِن پر لعنت پڑی ہے۔بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، وہ خرچ کرتا ہے جیسے چاہتا ہے۔

اِن سے کہو، اے اہلِ کتاب ! کیا تم ہم سے بس اتنی سی بات پر بگڑے ہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر، اور اس چیز پر جو ہماری طرف اللہ نے نازل کی ہے اور اُن چیزوں پر بھی ایمان لے آئے جو ہم سے پہلے نازل ہوئی تھیں، جن پر تم بھی ایمان رکھتے ہو،؟ کیا توحید و آخرت اور کتابوں پر ایمان کوئی غلط بات ہے یا اِن پر ایمان لانا صرف تمھارا اجارہ ہے یا دین فروشی تمھارے مذہب کے ٹھیکے داروں کا، ذریعہ معاش ہے جس پر چوٹ پڑ گئی ہے ! اور حقیقت یہ ہے کہ تمھارے سارے غصے کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ تم میں سے اکثر لوگ بدکار ہیں۔ اہلِ ایمان کا استہزاء اُڑانے والے اور مسلمانوں کے لیے برے انجام کی پیشین گوئیاں اور تمنائیں کرنے والے اِن یہود سے کہو، کیا میں اُن لوگوں کی نشاندہی کروں جن کا انجام اللہ کے پاس تمھارے موجودہ فاسقوں کے انجام سے بھی بدتر ہوا اور آخرت میں مزید بُرا انجام منتظر ہے؟ یہ فاسقین تمھاری تاریخ کا تسلسل رہے ہیں، تمھارے آباء، وہ جن پر اللہ نے لعنت کی، جن پر اُس کا غضب ٹوٹا، جن کے اندر سے بندر اور سُور بنائے گئے، جنھوں نے ہر طاغوت کے آگے سر جھکایا اور اُس کی بندگی کی۔ یہی لوگ بدتر درجے والے ہیں اور یہی راہ راست 'سَوَاءُ السَّبِيلِ' سے بہت دور بھٹک جانے والے ہیں۔ اور اِن یہود میں کچھ ایسے چالاک وعیار ہیں کہ جب تمہارے پاس آتے ہیں تو گول گول ذو معنی باتیں بناتے ہیں، مخاطب کو عقل سے خارج اور اپنے آپ کو دانش ور جانتے ہیں، کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے حالاں کہ وہ کفر ہی لیے ہوئے آئے تھے اور کفر ہی لیے ہوئے واپس گئے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ یہ دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں۔ اور اِن نام نہاد توحید و آخرت کے علم بردار یہودیوں کی بے حیائی اور ڈھٹائی تو تم دیکھتے ہی ہو کہ ان کی اکثریت حق تلفی، زیادتی اور حرام خوری کی راہ میں خوب سرگرم رہتی ہے اور سدا حرام مال کھاتے ہیں ! کیا ہی بدترین حرکات ہیں جس میں یہ مصروف ہیں۔ کیوں اِن کے عُلماء اور مشائخ انہیں گناہ کی باتیں کہنے اور حرام کھانے سے نہیں روکتے؟ کیوں کہ وہ خود باقی قوم سے آگے بڑھ کر اِن کاموں میں مصروف ہیں۔ یقیناً بہت ہی بُرا نامہ اعمال ہے جو یہ پوری قوم مل کر تیار کر رہی ہے۔ یہودیوں کی روشن خیالی اور دانش وری دیکھو، اپنی ذلت و نکبت کا الزام اللہ پر دھرتے ہیں۔ کہتے ہیں اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں (یعنی معاذ اللہ، خدا تو بخیل ہو گیا ہے، اس کے خزانے کا مُنہ بند ہے، ہمیں دینے کے لیے اس کے پاس آفات اور مصائب کے سوا اور کچھ نہیں رہا۔) حقیقت یہ ہے کہ بخیل یہ خود ہیں، ان کے ہاتھ باندھے گئے ہیں، اور اِسی بکواس کی بدولت جو یہ کرتے ہیں اِن پر لعنت پڑی ہے ۔ بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، وہ خرچ کرتا ہے جیسے چاہتا ہے۔

جس طرح آج کلمہ حق کہنا اور صاحبان اقتدار و محراب و منبر کو اُن کی غلطیوں پر ٹوکنا ایک ہمت کا کام ہے اُسی طرح سنہ ۴ ہجری میں یہود و نصاریٰ کو چارج شیٹ پیش کرنا دورِ نبوت میں ایک بہت بڑی ہمت کا کام تھا۔ یہود جو مدینہ، خیبر، فدک میں قدم جمائے ہوئے اور حجاز کی معیشت کے بڑے حصے پر قابض تھے اور نصاریٰ تو اپنے وقت کی سب سے بڑی سلطنتِ روم کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ناتواں بندے اور رسولؐ کو ہمت دلاتا ہے کہ اِن قوتوں سے نہ ڈریں، اِن کا کچا چٹھا کھولیں اور اِن کے جرائم کو وضاحت سے بیان کریں۔

گزشتہ صفحات میں [آیات ۵۹ تا ۶۶ میں] یہود و نصاریٰ کے خلاف ایک جامع چارج شیٹ کے بعد آیہ مبارکہ نمبر ۶۷ میں اُن کو سنانے کے لیے ایک اہم پیغام ہے جو اس تمہیدی ہدایت کے ساتھ شروع ہو رہا ہے کہ اسے میرے رسولؐ بلا کم و کاست یہود و نصاریٰ کو سنا دیا جائے۔ کہا جا رہا ہے کہ اے نبی جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کی گئی ہے آپؐ اُسے [یہود کے کرتوتوں کی جو نقاب کشائی کی جا رہی ہے] کھول کھول کر بیان کیجیے اگر آپؐ نے ایسا نہ کیا تو رسالت کا حق ادا نہ ہوا، [یہود کی طاقت اور وسائل سے خوف نہ کھائیے] ہم آپؐ کی حفاظت کرنے والے ہیں، اللہ اِن کافروں کو ہدایت دینے والا نہیں ہے۔

اس آیہ مبارکہ (۶۷) میں صاف کہا جا رہا ہے کہ اہلِ کتاب کے غیض و غضب کی کوئی پرواہ نہ کرو، اُن کے شر سے اللہ تمھیں محفوظ رکھے گا اگر اِن کو چارج شیٹ سنانے میں کوئی رو رعایت یا اُن کے متوقع ردعمل کے اندیشے سے اللہ کا پیغام پہنچانے میں کوئی کوتاہی ہوئی تو یہ کوتاہی عین اس کارِ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہی ہو گی جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو رسولؐ بنایا ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ آج جو لوگ دینِ اسلام کو غربت سے نکال کر غالب کرنا چاہتے ہیں اُنھیں بھی دورِ حاضر کے باطل کے علم برداروں کا اور اُن کے فلسفہ زندگی کا دردمندی سے تجزیہ کرنا ہو گا، تب کام چلے گا۔

کچھ تکرار کے ساتھ اوپر کی سطور میں ہم نے آیہ ۶۷ کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ اپنے لغوی معانی میں بہت واضح ہے اور سلسلہ کلام میں بھی صرف وہی معانی متعین ہوتے ہیں جو اوپر تحریر کیے گئے ہیں۔ ایک طبقے کے نزدیک یہ آیہ اُن کے بنیادی موقف یعنی نبی ﷺ کے بعد اُن کے داماد علی رضی اللہ عنہ کی نیابت و ولایت کو ثابت کرتی ہے۔ وہ اِس کو "آیہ ولایت" قرار دیتے ہیں۔ اس آیہ مبارکہ کا ترجمہ جناب فرمان علی صاحب کی جانب سے کیے گئے ترجمے اور اُس پر حاشیے کو جسے شیخ غلام علی اینڈ سنز [ناشران و تاجران کتب و قرآن مجید لاہور - پشاور - حیدر آباد - کراچی] نے شائع کیا [جون ۱۹۸۳] ہے، دل پر جبر کر کے صفحہ ۱۶۳ سے بلا تبصرہ معلومات میں اضافے

کے لیے نیچے نقل کیا جارہا ہے۔

ترجمہ: اے [1] رسول جو حکم تمھارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے پہنچادو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھ لو کہ تم نے اُس کا کوئی پیغام ہی نہیں پہنچایا اور تم ڈرو نہیں خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا خدا ہرگز کافروں کی قوم کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔[ترجمہ آیہ ٦٧]

حاشیہ 1: ابن ابی حاتم نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت غدیرِ خم میں حضرت علی کے بارے میں نازل ہوئی اسی وجہ سے ابن مغرد سے ابن مردیہ نے روایت کی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ کے زمانے میں اس آیت کو یوں پڑھتے تھے یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ ؕ ان علیا مولی المومنین وَ اِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ ترجمہ: اے رسولؐ جو حکم اس بات کا کہ علیؑ تمام مومنین کے حاکم ہیں تمھارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے پہنچادو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھ لو کہ تم نے اُس کا کوئی پیغام ہی نہیں (پہنچایا)[دیکھو تفسیر درِّ منثور ملا جلال الدین سیوطی جلد ٢ صفحہ ٣٩٠ سطر ٨ مطبوعہ مصر۔]

سچ یوں ہے کہ جناب رسالتمآب ایک عرصے سے چاہتے تھے کہ علی ابن ابی طالبؑ کو اپنا خلیفہ نامزد کر دیں مگر اپنے کچھ ساتھیوں کی مخالفت کی وجہ سے اس پر اقدام نہ کرتے تھے، آخر خدا نے آخری حج کے بعد راستے میں یہ تاکیدی حکم نازل کیا تب تو حضرت مجبور ہو گئے اور ایک مقام پر جس کا نام غدیر خم تھا، ایک لاکھ آدمیوں کے سامنے اپنا خلیفہ نامزد کیا......

اللہ سے ڈرنے والا ہر شخص قرآن مجید میں کسی اضافے سے اور اللہ کے کلام کو اُس کے موضوع اور معانی سے پھیر کر بیان کرنے سے پناہ چاہتا ہے، جیسا کہ نبوت کے ١٤ ویں برس سورۃ الۡبَقَرَۃ میں محرفین کے لیے کہا گیا: یُحَرِّفُوۡنَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا عَقَلُوۡهُ پھر ٦ اویں برس سُوۡرَۃُ النِّسَآء میں کہا گیا: یُحَرِّفُوۡنَ الۡكَلِمَ عَنۡ مَّوَاضِعِهٖ پھر ٢٠ ویں برس سُوۡرَۃُ الۡمَآئِدَۃ میں دو مقامات پر کہا گیا: یُحَرِّفُوۡنَ الۡكَلِمَ عَنۡ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَ نَسُوۡا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوۡا بِهٖ اور یُحَرِّفُوۡنَ الۡكَلِمَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَوَاضِعِهٖ آخر کار ایک روز ہم سب اللہ کے حضور حاضر ہو جائیں گے اور وہ اُن تمام معاملات میں فیصلہ کر دے گا جن میں لوگ دنیا میں اختلاف کرتے تھے۔

وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ
اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ؕ وَ
اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا
لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَ يَسْعَوْنَ فِي
الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ
الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾ وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ
اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ
وَ لَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾ وَ لَوْ
اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَآ
اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ
فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ
اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ ۹۷
اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ
تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ
يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۷﴾ قُلْ
يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى
تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَآ
اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ
لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ
اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ۚ

اور جو کلام تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا جاتا ہے وہ ان میں سے اکثر لوگوں کی سرکشی اور ان کے کفر کو بڑھاتا ہے اور ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کے لیے دشمنی اور کینہ ڈال دیا ہے۔ جب کبھی یہ جنگ کی آگ بھڑکائیں گے اللہ اُس کو ٹھنڈا کردے گا۔ یہ زمین میں فساد پھیلانے کی سعی کر رہے ہیں مگر اللہ فسادیوں سے محبت نہیں کرتا۔ اگر یہ اہلِ کتاب ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم اِن کے تمام گناہ جھاڑ دیتے اور ان کو انعامات سے بھرپور باغات میں داخل کرتے۔ کاش انہوں نے توراۃ اور انجیل اور اس چیز کو قائم کیا ہوتا جو ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے بھیجی گئی تھیں۔ ایسا کرتے تو اِن کے لیے اِن کے اپنے اُوپر سے اللہ کا انعام برستا اور اِن کو اپنے قدموں کے نیچے سے روزیاں ملتیں اور کھاتے۔ ان میں ایک گروہ راست رَو بھی ہے لیکن ان کی اکثریت بہت بدکار ہے۔ ۶۷-۶۶ اے رسولؐ! جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کی گئی ہے وہ مخاطبین تک پہنچادیجیے۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر تم نے اللہ کی رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔ اللہ تم کو لوگوں کے شر سے بچانے والا ہے۔ یقین رکھو کہ وہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔ کہہ دو کہ اے اہلِ کتاب تم کوئی اصلیت اور بنیاد نہیں رکھتے جب تک کہ تم توراۃ اور انجیل اور اس چیز کو قائم نہ کرو جو تمہارے رب کی جانب سے بھیجی گئی تھیں۔ ضرور ہے کہ یہ آیات جو تم پر نازل کی جارہی ہیں ان کی اکثریت کی سرکشی اور کفر کو مزید ترقی بخشیں گی

اور اصل بات یہ ہے کہ جو کلام تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا جاتا ہے، اُس کے نتیجے میں حسد کی جو آگ اِن کے سینوں میں بھڑکتی ہے وہ ان میں سے اکثر لوگوں کی سرکشی اور ان کے کفر کو بڑھاتی ہے اور انکارِ حق کی پاداش میں ہم نے ان کے افراد اور گروہوں کے درمیان قیامت تک کے لیے دشمنی اور کینہ ڈال دیا ہے۔ جب کبھی یہ جنگ کی آگ بھڑکائیں گے اللہ اُس کو ٹھنڈا کر دے گا۔ یہ زمین میں فساد پھیلانے کی سعی کر رہے ہیں مگر اللہ فسادیوں سے محبت نہیں کرتا، پس اِن کے ناپاک منصوبے مخلصین و صالحین کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو پاتے۔ نبی عربی ﷺ کی پکار پر اگر یہ اہلِ کتاب ایمان لے آتے محض حسد اور مذہبی قیادت کے چھن جانے کے غم میں ڈھٹائی اور سرکشی نہ دکھاتے بلکہ تقویٰ اختیار کرتے تو ہم اِن کے تمام گناہ جھاڑ دیتے اور ان کو انعامات سے بھرپور باغات میں داخل کرتے۔ کاش انہوں نے توراۃ اور انجیل اور اس چیز کو قائم کیا ہوتا جو ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے بھیجی گئی تھیں۔ ایسا کرتے تو اِن کے لیے اِن کے اپنے اُوپر سے اللہ کا انعام برستا اور اِن کو اپنے قدموں کے نیچے سے روزیاں ملتیں اور کھاتے۔ ان میں ایک گروہ راست رو بھی ہے لیکن ان کی اکثریت بہت بدکار ہے ٦٦۔ ٩٦ اے رسولؐ! اہلِ کتاب کی علمیت اور اِن کے جاہ و جلال اور دنیاوی وسائل کو خاطر میں نہ لائیے، کھول کر اِن کی اللہ کے دین میں نقب زنیاں اور حرام خوریاں [سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ أَكَّالُونَ لِلسُّحْتِ] برسرِ عام بیان کیجیے اور جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کی گئی ہے (یعنی قرآن مجید اور دینِ اسلام، جن دونوں کی اقامت سے یہ گھبراتے ہیں) وہ مخاطبین تک پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو پھر تم نے اللہ کی رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔ اللہ تم کو لوگوں [اہلِ کتاب کے علماء و فقہا] کے شر سے بچانے والا ہے۔ یقین رکھو کہ وہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔ صاف کہہ دو کہ اے اہلِ کتاب کے علماء اور شیوخ! تمہاری کوئی حیثیت اور تمہاری باتوں کا کوئی وزن ہرگز کوئی اصلیت اور بنیاد نہیں رکھتا جب تک کہ تم توراۃ اور انجیل اور اس چیز کو قائم نہ کرو جو تمہارے رب کی جانب سے بھیجی گئی تھیں۔ ضرور ہے کہ اِن کا کچا چٹھا کھولنے والی قرآن مجید کی یہ آیات جو تم پر نازل کی جا رہی ہیں ان اہلِ کتاب کے علماء اور شیوخ میں سے اکثریت کی سرکشی اور کفر کو مزید ترقی بخشیں گی

آگے آنے والی آیات ۶۹ تا۸۶ میں وہ خطبہ ختم ہو جاتا ہے جو یہود سے متعلق ہے، جس کے مضامین کی شہادت یہ ہے کہ یہ بنو نضیر اور بنو قریظہ کے مدینہ سے مکمل بے دخل کیے جانے سے پہلے کا ہے۔ اختتامی آیات میں جو اہم امور ایک قرآن کے طالبِ علم کے لیے مزید توضیح طلب ہو سکتے ہیں وہ یہ ہیں:

آیہ مبارکہ ۷۵ میں کہا گیا مَا الۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ اِلَّا رَسُوۡلٌ ...... اس آیت میں واضح کیا جارہا ہے کہ مسیح اپنی بنیادی حقیقت کے لحاظ سے ایک بشر تھے اور اللہ کے پیغام بر، اس سے زیادہ ہر گز کچھ نہیں، آج یہی آیت مسلمانوں سے کہہ رہی ہے کہ جس نبی کا کلمہ تم پڑھتے ہو وہ بھی سارے انسانوں کی طرح کھاتا پیتا انسان اور رسول تھا، اُس کو اِلٰہ نہ بنانا۔ صاحبِ تفہیم القرآن نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ " حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اُس تاریخی مسیح کے قائل ہی نہیں ہیں جو عالمِ واقعہ میں ظاہر ہوا تھا، بلکہ انہوں نے خود اپنے وہم و گمان سے ایک خیالی مسیح تصنیف کر کے اُسے خدا بنالیا ہے۔" کیا یہ تفسیر ہم مسلمانوں پر صادق نہیں آتی؟ مسلمانوں نے بھی عیسائیوں کی مانند اُن گمراہ قوموں سے غلط عقائد اور باطل طریقے اخذ کیے ہیں اور اُس صراطِ مستقیم سے ہٹ گئے جس کی طرف ابتداءً ہماری رہنمائی کی گئی تھی، ہماری ذلت و نکبت اور سارے عالم میں خواری کی وجہ ہمارے مشرکانہ طرزِ عمل کی وجہ سے اللہ کی ناراضگی ہے۔

اس کی آیات ۷۶ سے ۷۹ تک میں یہود کے اصل جرائم کا بیان ہے جو اُن کی [بنو اسرائیل کی] امامت سے معزولی کا باعث بنے۔ اِن آیات پر تدبّر آج کے مسلمانوں کی سارے عالم میں بدحالی اور زبوں حالی کے سبب کی تشخیص کا نسخہ ہے۔

■ قُلۡ اَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمۡلِكُ لَكُمۡ ضَرًّا وَّلَا نَفۡعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۷۶﴾	آپؐ اِن سے کہہ دیجئے کہ، کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اُس کی پرستش کرتے ہو جو نہ تمہارے لیے نقصان کا اختیار رکھتا ہے نہ نفع کا؟ حالاں کہ سب کی سُننے والا اور سب کچھ جاننے والا تو صرف اللہ ہی ہے۔
■ قُلۡ يٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِىۡ دِيۡنِكُمۡ غَيۡرَ الۡحَـقِّ وَلَا تَتَّبِعُوۡۤا اَهۡوَآءَ قَوۡمٍ قَدۡ ضَلُّوۡا مِنۡ قَبۡلُ وَاَضَلُّوۡا كَثِيۡرًا وَّضَلُّوۡا عَنۡ سَوَآءِ السَّبِيۡلِ ﴿۷۷﴾ ع	اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں بے جا غلُو نہ کرو اور اُن لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو تم سے پہلے خود گمراہ ہوئے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور جو متعیّن راہ راست سے بھٹک گئے۔ ع۱۰
■ لُعِنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡۢ بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ	بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا اُن پر داؤدؑ اور عیسیٰؑ

عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿٧٨﴾	ابنِ مریمؑ کی زبان سے لعنت کی گئی کیونکہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے۔
▪ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٩﴾	انھوں نے ایک دُوسرے کو بُرے افعال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا تھا، بڑا ہی بُرا طرزِ عمل تھا جو اُنھوں نے اختیار کیا۔

یہ آیات اپنے معانی میں بہت واضح ہیں، ہم نے مفہوم میں مضمون کو مناسب اختصار کے ساتھ مزید کھول دیا ہے۔ دین میں غلو" کا مطلب یہ ہے کہ اُس میں مختلف چیزوں اور امور کی جو حیثیت اور مرتبہ یا جو وزن اور مقام ہے اس کو بڑھا کر اتنا کچھ کر دیا جائے کہ وہ خالص گمراہی کا شاخسانہ بن جائے۔ یہ غلو ہی تھا کہ عیسائیوں نے سیّدنا مسیح عَلَيْهِ السَّلَام کو رسول کے مقام سے اُٹھا کر الٰہ بنا ڈالا، پھر اِن کی ماں اور جبرئیل (روح القدس) کو بھی اس الوہیت میں شامل کر لیا۔ آغاز میں عیسائیوں نے سیّدنا مسیحؑ کی عقیدت اور محبت میں غُلو کیا یہ عقیدت اور محبت بظاہر ایک معصوم چیز تھی۔ آگے چل کر اسی محبت میں غلو کی بنا پر مسیح علیہ السّلام کے لیے خداوند اور ابنُ اللہ کے الفاظ استعمال کیے گئے، پھر ایک قدم آگے بڑھا کر اُن میں خدائی صفات تسلیم کی گئیں، اور پھر کفارہ کا عقیدہ ایجاد کیا گیا، پھر جب یونانی فلسفہ سے سابقہ پیش آیا تو بجائے اس کے کہ یہ لوگ آغاز ہی میں گمراہی کو سمجھ کر اس سے بچنے کی سعی کرتے، لیکن اُنھوں نے موت پا کر گزر جانے والے اپنے بزرگوں کے شرکیہ خیالات کو نباہنے کے لیے ان کی فلسفیانہ توجیہات شروع کر دیں اور مسیح علیہ السّلام کی اصل تعلیمات کی طرف رجوع کیے بغیر محض منطق اور فلسفہ کی مدد سے عقیدے پر عقیدوں کی ایک پوری عمارت تعمیر کر دی یہ وہ ضلالت ہے جس پر قرآن نے یوں متنبہ فرمایا قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ﴿٧٧﴾

آیہ ۷۹ میں کہا جا رہا ہے کہ ایک دُوسرے کو بُرے افعال کے ارتکاب سے نہ روکنا ایک بڑا جرم تھا۔ یہود کے علماء نے جب اپنی تنخواہوں اور چندوں کے بند ہو جانے کے خوف سے غلط کار لوگوں کو ملامت کرنے کے بجائے انہیں کھلی چھوٹ دی تو بُرائی پُوری قوم میں پھیل گئی اور یہود کے علماء اور مشائخ بھی ابلیس کے گماشتے (ایجنٹ) بن گئے۔

آیہ ۸۰ میں یہ فرمایا گیا کہ جو لوگ توحید، رسالت، آخرت اور وحی الٰہی کے ماننے والے ہیں اُنہیں اُن لوگوں کے ساتھ زیادہ ہمدردی ہوتی ہے جو اِن امور میں اُن سے اختلاف نہیں کرتے لیکن یہ یہودی کیسے بے اصولی ہیں کہ توحید اور شرک کی جنگ میں کُھلم کُھلا مشرکین کا ساتھ دے رہے ہیں۔

فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ اِنَّ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ
الصّٰبِـُٔوْنَ وَ النَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۹﴾
لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَ
اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ
رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ
فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَ فَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَ
حَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَ
صَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَ
صَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۷۱﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ
اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَ قَالَ
الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ
رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ
فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ
النَّارُ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ
كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ
وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَ اِنْ لَّمْ
يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾

پس تم حقیقی کافروں کے حال پر کچھ افسوس نہ کرو۔ یقین جانو کہ مسلمان، یہودی، ستارہ پرست اور نصرانی، جو کوئی بھی اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا بے شک اس کے لیے نہ کسی خوف کا مقام ہے نہ رنج کا۔ ہم نے بالیقین بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا اور اُن کی طرف بہت سے رسُول بھیجے، مگر جب کبھی ان کے پاس رسُول اُن کی خواہشاتِ نفس کے خلاف کچھ لے کر آئے تو ایک گروہ کی انھوں نے تکذیب کی اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے۔ اور سمجھ بیٹھے کہ کوئی آزمایش نہ ہو گی چناں چہ اندھے اور بہرے بن بیٹھے، پھر جب اللہ نے ان پر پلٹ کے رحمت کی نگاہ کی تو ان میں سے اکثریت پھر دوبارہ اندھی اور بہری ہو گئی، اللہ اُن کی یہ سب حرکات دیکھتا رہا ہے۔ بیشک وہ لوگ کافر ہو گئے جنھوں نے کہا کہ اللہ تو عیسیٰ ابنِ مریم ہی ہے۔ مسیحؑ نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت وبندگی کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، بلاشبہ جس کسی نے بھی اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک جانا اُس پر اللہ نے جنّت حرام کر دی اور اُس کا ٹھکانا جہنّم ہے اور ظالموں کا کوئی مدد گار نہیں۔ یقیناً ان لوگوں نے بھی کفر کیا جنھوں نے کہا کہ اللہ تین میں سے تیسرا ہے۔ حالاں کہ اِلٰہِ واحد (اللہ) کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں ہے اور اگر یہ لوگ اپنے اس قول سے باز نہ آئے تو ان میں سے جو کفر پر قایم رہیں گے اُن کو ایک دردناک عذاب پکڑے گا۔

پس تم حقیقی کافروں کے حال پر کچھ افسوس نہ کرو۔ یقین جانو کہ یہاں اجارہ کسی کا بھی نہیں ہے، مسلمان، یہودی، ستارہ پرست اور نصرانی، جو کوئی بھی اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا بے شک اس کے لیے نہ کسی خوف کا مقام ہے نہ رنج کا۔ ہم نے بالیقین بنی اسرائیل سے توحیدِ خالص کو اختیار کرنے اور کتابِ الٰہی کو قایم کرنے کا پختہ عہد لیا اور اُن کی طرف بہت سے رسُول بھیجے، مگر جب کبھی ان کے پاس رسُول اُن کی خواہشاتِ نفس کے خلاف کچھ لے کر آئے تو انھوں نے رسولوں کے ایک گروہ کی تکذیب کی اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے۔ اور اقوامِ عالم کی امامت ملنے پر سمجھ بیٹھے کہ کوئی فتنہ رُونما نہ ہوگا نہ کوئی آزمایش ہوگی چناں چہ کتابِ الٰہی کی تلاوت اور باطل پر نظر رکھنے اور اُسے سمجھنے کے لیے اندھے اور بہرے بن بیٹھے، پھر جب اللہ نے ان پر پلٹ کے رحمت کی نگاہ کی تو ان میں سے اکثریت پھر دوبارہ اقامت توراۃ اور باطل سے مقابلے کے لیے اندھی اور بہری ہوگئی اور آج بھی اِن کی یہی روش ہے، اللہ اُن کی یہ سب حرکات دیکھتا رہا ہے۔ بیشک وہ لوگ نبیوں کے لائے ہوئے اور توراۃ وانجیل میں بیان کیے گئے دین کے کافر (انکاری) ہوگئے جنھوں نے کہا کہ اللہ تو عیسیٰ ابنِ مریم ہی ہے (یعنی عقیدہ بنایا کہ اللہ عیسیٰ ابنِ مریم کے بھیس میں زمین پر آیا)۔ حالاں کہ مسیحؑ نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت وبندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی، بلاشبہ جس کسی نے بھی اللہ کے ساتھ کسی کو بھی اُس کی ذات، صفات اور حقوق میں شریک (ہمسر یا حصہ دار) جانا اُس پر اللہ نے جنّت حرام کردی اور اُس کا ٹھکانا جہنّم ہے اور ایسے مشرک ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ یقیناً ان لوگوں نے بھی کفر کیا جنھوں نے کہا کہ اللہ تین [عیسیٰ، مریم اور خداوند] میں سے تیسرا ہے۔ حالاں کہ اِلٰہِ واحد (اللہ) کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں ہے۔ اور اگر یہ لوگ اپنے اس قول سے باز نہ آئے تو ان میں سے جو کفر پر قایم رہیں گے اُن کو ایک دردناک عذاب پکڑے گا۔

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَ
يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ
اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ
الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ
الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ
الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ
﴿۷۵﴾ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا
لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ؕ وَ
اللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾ قُلْ
يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ
غَيْرَ الْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ
قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّ
۱۰۶ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾ لُعِنَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ
عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۷۸﴾
كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ
لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۹﴾ تَرٰى
كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ
لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ
سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ
خٰلِدُوْنَ ﴿۸۰﴾

پھر کیا یہ اللہ کی طرف رجوع نہ کریں گے اور اس سے معافی نہ مانگیں گے؟ اللہ بہت در گزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ مسیحؑ ابنِ مریمؑ اِس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسُول تھا، جیسے اُس سے پہلے اور بھی بہت سے رسُول گزر چکے تھے، اس کی ماں ایک راستباز بندی تھی، اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو، ہم اپنی آیات اِن کے سامنے کس طرح کھول کر بیان کر رہے ہیں، پھر دیکھو یہ کدھر اُلٹی جانب پھرے جاتے ہیں۔ آپؐ اِن سے کہہ دیجیے کہ، کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اُس کی پرستش کرتے ہو جو نہ تمہارے لیے نقصان کا اختیار رکھتا ہے نہ نفع کا؟ حالاں کہ سب کی سُننے والا اور سب کچھ جاننے والا تو صرف اللہ ہی ہے۔ اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں بے جا غلُو نہ کرو اور اُن لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو تم سے پہلے خود گمراہ ہوئے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور جو متعیّن راہ راست سے بھٹک گئے۔ ۱۰۶ بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کیا اُن پر داؤدؑ اور عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ کی زبان سے لعنت کی گئی کیونکہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ انہوں نے ایک دُوسرے کو بُرے افعال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا تھا، بڑا ہی بُرا طرزِ عمل تھا جو اُنہوں نے اختیار کیا۔ آج تم اُن میں اکثریت ایسے لوگوں کی دیکھتے ہو جو اہلِ ایمان کے مقابلہ میں کفّار کی حمایت و رفاقت کرتے ہیں۔ یقیناً بہت بُرا انجام ہے جس کی تیاری اُن کی عقلوں نے اُن کے لیے کی ہے، اللہ اُن پر غضب ناک ہو گیا ہے اور وہ دائمی عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں۔

پھر کیا یہ اللہ کی طرف رجوع نہ کریں گے اور اس سے معافی نہ مانگیں گے ؟ اللہ بہت در گزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ جتنے بھی رسول ہم نے بھیجے وہ سارے ہی انسان تھے، کسی کی بھی الوہیت یا خدائی میں کوئی شرکت نہ تھی، اے گروہِ نصاریٰ سنو، مسیحؑ ابنِ مریمؑ اِس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسُول تھا، جیسے اُس سے پہلے اور بھی بہت سے رسُول گزر چکے تھے، اس کی ماں ایک نیک اور راستباز اللہ کی بندی تھی، اور وہ دونوں انسان تھے اور انسانوں کی طرح کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو، ہم اپنی آیات (حقیقت کی نشانیاں) اِن کے سامنے کس طرح کھول کر بیان کر رہے ہیں، پھر دیکھو یہ کدھر راہِ راست سے دور ہو کر اُلٹی جانب پھرے جاتے ہیں۔ اللہ کے علاوہ کوئی دوسری بڑی سے بڑی ہستی، انسان ہوں یا فرشتے، نہ سب کچھ سن سکتی ہے اور نہ سب کچھ جان سکتی ہے، اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ اِن سے کہہ دیجئے کہ، کیا تم اللہ کو چھوڑ کر اُس مسیح ابنِ مریم کی پرستش کرتے ہو جو نہ تمہارے لیے نقصان کا اختیار رکھتا ہے نہ نفع کا؟ حالاں کہ سب کی سُننے والا اور سب کچھ جاننے والا تو صرف ایک اللہ ہی ہے۔ اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں بے جا غلُو اور اضافے نہ کرو اور اُن لوگوں کی بدعات اور نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو تم سے پہلے خود گمراہ ہوئے اور بہتوں کو گمراہ کیا اور جو نبیوں کی کوششوں سے متعیّن راہ راست 'سَوَاءُ السَّبِیل' تھی اُس سے بھٹک گئے۔ ۷۷تا۱۰۶ بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے اپنے انبیاء اور بزرگوں کو دعاؤں کا سننے والا اور بگڑی کو بنانے والا مان کر اللہ کے بھیجے ہوئے دین کا انکار (کفر) کیا اُن پر داؤدؑ اور عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ کی زبان سے لعنت کی گئی کیونکہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ انہوں نے ایک دُوسرے کو بُرے افعال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا تھا، جس برائی کو اختیار کر لیتے اس سے باز نہ آتے بڑا ہی بُرا طرزِ عمل تھا جو اُنہوں نے اختیار کیا۔ آج تم اُن یہود و نصاریٰ میں اکثریت ایسے لوگوں کی دیکھتے ہو جو اہلِ ایمان (توحید و آخرت کے علم برداروں) کے مقابلہ میں مشرکین اور دیگر کفّار کی حمایت و رفاقت کرتے ہیں۔ یقیناً بہت بُرا انجام ہے جس کی تیاری اُن کی عقلوں نے اُن کے لیے کی ہے، اللہ اُن پر غضب ناک ہو گیا ہے اور وہ دائمی عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں۔

وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَ مَآ
اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَ
لٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۱﴾ لَتَجِدَنَّ
اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا
الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ
اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ
قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ
قِسِّيْسِيْنَ وَ رُهْبَانًا وَّ اَنَّهُمْ لَا
يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَ اِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ
اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ
الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَ
مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا جَآءَنَا مِنَ
الْحَقِّ ۙ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ
الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا
قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ
الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾ ۱۱۴

اگراِن کا اللہ اور اُس کے پیغمبرؑ پر ایمان ہوتا اور وہ اُس چیز کے ماننے والے ہوتے جو پیغمبرؑ پر نازل ہوئی تھی تو کبھی کافروں کو اپنا رفیق نہ بناتے مگر ان کی اکثریت فاسق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تم اہلِ ایمان کی دشمنی میں یہود اور مشرکین کو سب سے زیادہ شدید پاؤ گے، اور ایمان والوں سے ہمدردی میں قریب تر اُن لوگوں کو پاؤ گے جنہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس وجہ سے کہ ان میں وہ عبادت گزار عالم اور تارک الدُّنیا راہب پائے جاتے ہیں جو تکبر نہیں کرتے، جب وہ اس کلام کو سُنتے ہیں جو رسولؐ پر اُترا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ حق کو پہچان لینے کے اثر سے اُن کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ جاتی ہیں۔ وہ بول اُٹھتے ہیں کہ پروردگار! ہم ایمان لائے، ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔ اور آخر ہم اللہ پر اور اُس حق پر جو ہمارے پاس آیا ہے کیوں نہ ایمان لے آئیں جب کہ ہم اِس بات کی امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں کی رفاقت میں داخل کردے گا؟ پس، اُنھوں نے اپنی زبان سے جو عمدہ شہادت دی اس کے صلے میں اللہ نے ہمیشہ رہنے کے لیے اُن کو ایسی جنتیں عطا کیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہی صلہ ہے محسنین کا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کا کفر کیا اور انہیں جھٹلایا، تو وہی لوگ جہنّم والے ہیں۔ ۱۱۴

اگر ان یہودیوں کو حقیقت میں اللہ اور اُس کے پیغمبر موسیٰؑ پر ایمان ہوتا اور وہ اُس چیز کے یعنی توراۃ کے ماننے والے ہوتے جو اُن کے پیغمبر پر نازل ہوئی تھی تو کبھی اللہ کی وحدانیت اور آخرت پر یقین رکھنے والوں کے مقابلہ میں مشرک کافروں اور آخرت کے انکاریوں کو اپنا رفیق نہ بناتے مگر ان یہودیوں کی اکثریت فاسق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تم اہلِ ایمان کی دشمنی میں یہود اور مشرکین کو سب سے زیادہ شدید پاؤ گے، کیوں کہ اِن دونوں طبقوں کا نبی اکرم ﷺ کی آمد سے مذہب کے نام پر کاروبار متاثر ہوا ہے اور ایمان والوں سے ہمدردی میں قریب تر اُن عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے لوگوں کو پاؤ گے جنہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس وجہ سے کہ ان میں وہ عبادت گزار عالم اور تارک الدُّنیا راہب پائے جاتے ہیں جو تکبر نہیں کرتے اور علم دین کو اور عبادت کو معاش کمانے کا ذریعہ نہیں بناتے اور اپنی حلال کمائی کھاتے ہیں۔ جب وہ اس کلام یعنی قرآن مجید کو سُنتے ہیں جو رسُولِ عربی محمدؐ پر اُترا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ حق کو پہچان لینے کے اثر سے اُن کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگ جاتی ہیں [جیسا کہ سنہ ۶ نبوی میں حبشہ سے آنے والے عیسائیوں کے وفد نے قرآن کو سُن کر آنسو بہائے تھے اور ایمان لے آئے تھے۔]۔ وہ بے اختیار پکار اُٹھتے ہیں کہ پروردگار! ہم ایمان لائے، ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔ اور وہ مزید کہتے ہیں کہ آخر ہم اللہ پر اور اُس حق پر جو ہمارے پاس آیا ہے کیوں نہ ایمان لے آئیں جب کہ ہم اِس بات کی امید بھی رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں نیک لوگوں کی رفاقت میں داخل کر دے گا؟ پس، اُنھوں نے اپنی زبان سے جو عمدہ شہادتِ دی اس کے صلے میں اللہ نے ہمیشہ رہنے کے لیے اُن کو ایسی جنتیں عطا کیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہی صلہ ہے محسنین کا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کا کفر کیا اور انہیں جھٹلایا، تو وہی لوگ جہنّم والے ہیں۔ ع ۱۱

☆☆☆☆☆

باب #۵-۱۷۵

فتح مکہ سے قبل احکام و ہدایات

سُوۡرَۃُ الۡمَآئِدَۃ چوتھا خطبہ آیات ۸۷ تا ۱۲۰

خاتمہ سورت پر توضیحی بیان

اس خطبے میں، سورہ مبارکہ پہلے دو خطبات [۱ تا ۴۰] میں بیان کیے جا چکنے والے امور پر جو اشکالات وارد ہو سکتے تھے یا اذہان میں تھے اُن کو صاف کیا گیا ہے۔ سورہ مبارکہ کے آغاز میں مویشیوں کے حلال ہونے کی بات تھی، یہاں کہا گیا اے ایمان والو، حد سے تجاوز نہ کرو، اشیاء کو حلال و حرام قرار دینا صرف ایک اللہ کا کام ہے، پس اللہ نے جن پاکیزہ چیزوں کو حلال رکھا ہے حرام قرار نہیں دینا اور اللہ کی حلال کردہ پاکیزہ چیزیں اللہ سے ڈرتے ہوئے کھاؤ۔ حلال چیزیں غیر اللہ کے نام پر نذر و نیاز میں پیش کیے جانے سے حرام ہو جاتی ہیں۔ حلال جانور ذبح کیے بغیر مار دینے یا غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے سے پاکیزہ نہیں رہتے اور رہے مردہ جانور وہ تو بہر طور حرام ہی ہیں۔ فرمایا گیا کہ فضول بے ارادہ زبان پر آئے ہوئے قسمیہ جملے [گرچہ وہ بھی پسندیدہ نہیں] درگزر کیے جا سکتے ہیں مگر ارادے کا اظہار اور واضح اعلان کے ساتھ کھائی جانے والی قسموں کو اگر پورا نہیں کرو گے یا کر سکتے تو اُس کا کفارہ ادا کرنا ہو گا۔

حرام اور حلال کے باب میں یہ کانٹے کی بات فرمائی کہ اللہ نے جو چیز جائز ٹھہرائی ہے اُس کو تم حرام نہیں بنا سکتے اور اللہ نے جن چیزوں سے روکا ہے اُنھیں تم جائز نہیں قرار دے سکتے ہو۔ انسانوں کا اپنی عقل و مرضی سے چیزوں کا حرام و حلال کرنا، اللہ کی حدود میں صریح مداخلت اور اُس کے ساتھ تمھارے معاہدے کی خلاف ورزی ہے۔ یہاں یہ بات قارئین کو جاننی چاہیے کہ حرام کو حلال کرنے میں اکثر نفسانی خواہشات کا دخل ہوتا ہے، جیسے شراب پینے میں؛ جب کہ حرام کو حلال ٹھہرانے میں مشرکانہ عقائد اور عقلِ خام کا زور رہا ہے جیسے غیر اللہ کی نذر و نیاز۔

شراب، جوئے، پانسے وغیرہ کے فتنے شیطان نے اس لیے ایجاد کیے ہیں کہ انسانوں کے درمیان دشمنی اور انتقام کی آگ بھڑکاتا رہے، یوں زمین میں فساد و خوں ریزی ہو اور انسان اللہ کی یاد سے غافل رہے۔ شراب اور جوئے کے نتیجے میں چھوٹے موٹے گروہی جھگڑوں سے تو دنیا واقف ہے مگر ایسی بڑی جنگوں پر بھی تاریخ کی گواہی موجود ہے، جو شراب یا جوئے کے نتیجے میں بھڑکیں۔ اسلام نے زندگی کا مقصد شعوری طور پر عبادت اور ذکر الٰہی کو قرار دیا ہے اور شراب انسان کے شعور ہی کو غارت کر دیتی ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ
مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَ كُلُوْا مِمَّا
رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ
الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ لَا
يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ وَ
لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ
فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ
اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ
كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ
يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ
اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَ احْفَظُوْۤا
اَيْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ
اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾ يٰۤاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ
الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ
الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ
﴿۹۰﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ
بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ
وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ
عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَ
اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ
احْذَرُوْا ۚ

اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ ٹھہراؤ اور حد سے تجاوز نہ کرو، بلاشبہ اللہ کو زیادتی کرنے والے سخت ناپسند ہیں۔ اور اللہ نے جو حلال وطیّب چیزیں تم کو بخشی ہیں ان کو کھاؤ اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔ اللہ تمھیں تمھاری مُہمل قسموں پر نہیں پکڑے گا لیکن جو قسمیں شعوری طور پر کھاتے ہو اُن قسموں پر وہ ضرور تم سے جواب طلب کرے گا۔ قسم کا کفّارہ دس غریبوں کو ایسا اوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا انہیں کپڑے پہنانا، یا ایک غلام آزاد کرنا۔ پس جس کو اتنی طاقت نہ ہو وہ تین دن کے روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفّارہ ہے جب تم قسم اُٹھاؤ، اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اِس طرح اللہ اپنے احکام تمہارے لیے واضح کرتا ہے شاید کہ تم شکر ادا کرو۔ اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جُوا اور یہ آستانے اور قسمت نکالنے کے تیر، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے قطعی اجتناب کرو، اُمیّد ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی۔ بلاشبہ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جُوئے کے ذریعہ سے تم لوگوں کے درمیان دشمنی اور کینہ ڈال دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے دور رکھے تو کیا اب تم آیندہ ان چیزوں سے باز رہو گے؟ اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور (نافرمانی سے) بچو۔

اے ایمان والو! جو پاکیزہ چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ ٹھہراؤ اور اپنی حد بندگی سے تجاوز کر کے قانون ساز نہ بن جاؤ، یہ بڑی زیادتی کی بات ہے بلاشبہ اللہ کو زیادتی کرنے والے سخت ناپسند ہیں۔ اور اللہ نے جو حلال وطیّب چیزیں تم کو بخشی ہیں ان کو کھاؤ اور اُنھیں حرام کرنے سے باز رہو، اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

اللہ تمھیں تمھاری مُہمل قسموں[1] پر نہیں پکڑے گا لیکن دیگر قسمیں جو شعوری طور پر اپنے ارادے، وعدے، تعامل اور اپنے مستقبل کے طرز عمل کے بارے میں کھاتے ہو اُن قسموں کے پورا نہ کرنے پر یا اُن کے توڑ دینے پر وہ ضرور تم سے جواب طلب کرے گا۔ ایسی قابلِ مواخذہ قسم توڑنے کا کفّارہ دس غریبوں کو ایسا اَوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا انہیں کپڑے پہنانا، یا ایک غلام آزاد کرنا۔ پس جس کو اتنی طاقت نہ ہو وہ تین دن کے روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفّارہ ہے جب تم قسم اُٹھا کر توڑ دو۔ بہتر یہ ہے کہ اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ مگر گناہ اور کسی ناروا بات پر اُٹھائی گئی قسم کو تو توڑنا ہو گا اور کفارہ بھی دینا ہو گا۔ اِس طرح اللہ اپنے احکام تمہارے لیے واضح کرتا ہے شاید کہ تم شکر ادا کرو۔ اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جُوا اور یہ آستانے اور قسمت نکالنے کے تیر، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، تمھیں حکم دیا جارہا ہے کہ ان سے قطعی اجتناب کرو، اُمیّد ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہو گی۔ بلاشبہ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جُوئے کے ذریعہ سے تم لوگوں کے درمیان دشمنی اور کینہ ڈال دے اور تمہیں ہر دم کی اللہ کی یاد سے اور نماز سے دور رکھے۔ پھر اگر تم مسلمان ہو اور اللہ کی بات کو سچ جانتے ہو تو کیا اب تم آئندہ ان چیزوں سے باز رہو گے، پہلے جو کچھ ہو گیا اُس پر معافی ہے اگر نہ رہو گے اور اِن شیطانی کاموں میں مبتلا ہو گے تو اسلامی حکومت سزا دے گی اور حد جاری کرے گی۔ اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو کہ حقیقت یہ ہے کہ رسول کی اطاعت فی الاصل اللہ ہی کی اطاعت ہے اور احتیاط کے ساتھ (نافرمانی سے) بچو۔

---

۱ قسم کی نیت کے بغیر زبان پر چڑھے محاورے کے طور پر قسمیہ الفاظ ادا ہونے والی قسمیں مہمل یا لغو قسمیں ہوتی ہیں۔

فَاِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا عَلٰى
رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ۝٩٢ لَيۡسَ
عَلَى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيۡمَا طَعِمُوۡۤا اِذَا
مَا اتَّقَوا وَّ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوا وَّ اٰمَنُوۡا ثُمَّ
اتَّقَوا وَّ اَحۡسَنُوۡا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ
الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۝٩٣ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ ١٢٦
اٰمَنُوۡا لَيَبۡلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَىۡءٍ مِّنَ
الصَّيۡدِ تَنَالُـهٗۤ اَيۡدِيۡكُمۡ وَ
رِمَاحُكُمۡ لِيَعۡلَمَ اللّٰهُ مَنۡ يَّخَافُهٗ
بِالۡغَيۡبِ ۚ فَمَنِ اعۡتَدٰى بَعۡدَ
ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝٩٤ يٰۤاَيُّهَا
الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقۡتُلُوا الصَّيۡدَ وَ
اَنۡتُمۡ حُرُمٌ ؕ وَمَنۡ قَتَلَهٗ مِنۡكُمۡ
مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثۡلُ مَا قَتَلَ
مِنَ النَّعَمِ يَحۡكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدۡلٍ
مِّنۡكُمۡ هَدۡيًاۢ بٰلِغَ الۡكَعۡبَةِ اَوۡ
كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيۡنَ

اگر ہماری اس ہدایت پر عمل نہ کیا یہ جان رکھو کہ ہمارے رسولؐ کے ذمہ تو صرف بات کو صاف صاف پہنچا دینا ہے۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرنے لگے انہوں نے جو کچھ کھایا پیا تھا اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ جب کہ وہ لوگ تقویٰ رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اور اللہ سے خوف و خشیت کے ساتھ ایمان پر ثابت قدم رہیں اور اچھے کام کریں پھر پرہیزگاری کے ساتھ نیکی کا بہترین رویّہ رکھیں۔ اللہ محسنین کو پسند کرتا ہے۔ ۱۲۶ اے ایمان والو! اللہ تمہارا امتحان ضرور کرلے گا۔ تم شکار کو اتنا قریب پاؤ گے کہ اُن تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں گے تاکہ اللہ معلوم کرلے کہ کون شخص اس سے غائبانہ ڈرتا ہے اور شکار سے باز رہتا ہے سو جو شخص اس تنبیہ کے بعد بھی اللہ کی مقرر کی ہوئی حد سے نکلے گا اس کے واسطے دردناک عذاب ہے۔ اے ایمان والو! اِحرام کی حالت میں شکار نہ کرو، اور اگر تم میں سے کوئی ارادتاً ایسا کر گزرے تو اُس کا فدیہ شکار کیے ہوئے جانور کا ہم پلّہ ایک جانور مویشیوں میں سے نذر دینا ہوگا جس کا فیصلہ تم میں سے انصاف اور سمجھ والے دو آدمی کریں گے، اور یہ نذرانہ کعبہ پہنچایا جائے گا، یا پھر کفارہ دینا ہوگا، مسکینوں کو کھانا۔

ابنِ عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لعن اللہ الخمر و شاربھا و ساقیھا و بائعھا و مُبتاعھا و عاصرھا و معتصرھا و حاملھا و المحمولۃ الیہ۔ ”اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر اور اس کے پینے والے پر اور پلانے والے پر اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر اور کشید کرنے والے پر اور کشید کرانے والے پر اور ڈھو کرلے جانے والے پر اور اس شخص پر جس کے لیے وہ ڈھو کر لے جائی گئی ہو“۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُس دستر خوان پر کھانا کھانے سے منع فرمایا جس پر شراب ہو۔ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے عطا کردہ

اگر ہماری اس ہدایت پر عمل نہ کیا یہ جان رکھو کہ ہمارے رسولؐ کے ذمہ تو صرف بات کو صاف صاف پہنچا دینا ہے۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرنے لگے انہوں نے ممنوع چیزوں میں سے پہلے جو کچھ کھایا پیا تھا اس پر کوئی گناہ نہیں ہو گا اگر وہ آئندہ اُن چیزوں سے بچے رہیں۔ جب کہ وہ لوگ تقویٰ رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اور اللہ سے خوف و خشیت کے ساتھ ایمان پر ثابت قدم رہیں اور اچھے کام کریں پھر پرہیزگاری کے ساتھ نیکی کا بہترین رویّہ رکھیں۔ اللہ محسنین کو پسند کرتا ہے۔ ۱۲۶ع اے ایمان والو! حالتِ احرام میں اللہ تمھاری فرماں برداری کا امتحان ضرور کرلے گا۔ اللہ شکار کو جسے حالتِ احرام میں پکڑنا ممنوع ہے، اُس سے تمہارا امتحان کرے گا، تم شکار کو اتنا قریب پاؤ گے کہ اُن تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں گے تاکہ اللہ معلوم کرلے کہ کون شخص اس سے غائبانہ ڈرتا ہے اور شکار سے باز رہتا ہے سو جو شخص اس تنبیہ کے بعد بھی اللہ کی مقرر کی ہوئی حد سے نکلے گا اس کے واسطے دردناک عذاب ہے۔ اے ایمان والو! اِحرام کی حالت میں شکار نہ کرو، اور اگر تم میں سے کوئی ارادتاً ایسا کر گزرے تو اُس کا فدیہ شکار کیے ہوئے جانور کا ہم پلّہ ایک جانور مویشیوں میں سے نذر دینا ہو گا جس کا فیصلہ تم میں سے انصاف اور سمجھ والے دو آدمی کریں گے، اور یہ نذرانہ کعبہ پہنچایا جائے گا، یا پھر کفارہ دینا ہو گا، مسکینوں کو کھانا۔

دین [نظام زندگی] میں یہ بات مسلم گورنمنٹ پر لازم ہے کہ وہ شراب کی پابندی کو بزورِ طاقت، بالجبر نافذ کردے۔ امیر المؤمنین سیّدنا عمرؓ بن الخطاب کے دورِ خلافت میں بنی ثَقِیف کا ایک آدمی، جس کا نام رُوَیشد تھا خفیہ طور پر شراب بیچتا تھا۔ امیر المؤمنین نے اُس کی دوکان کو آگ لگوادی۔ امیر المؤمنین سیّدنا عمرؓ بن الخطاب کے دورِ خلافت کا ایک دُوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک پُورا گاؤں جہاں خفیہ طریقہ سے شراب کی کشید اور فروخت کا کاروبار ہو رہا تھا آپؓ کے حکم سے جلوا ڈالا گیا۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں اسلامی حکومتیں اس نوع کے اقدامات کرتی رہی ہیں۔

پچھلی آیات میں احرام کی حالت میں شکار کرنے، یا کسی دُوسرے کو شکار میں مدد دینے پر پابندی لگائی۔ اور اگر انسان غلطی سے کسی جانور کا شکار کر بیٹھے تو دو عادل آدمی ہی یہ فیصلہ کریں گے کہ کس جانور کے مارنے پر آدمی کتنے مسکینوں کو کھانا کھلائے، یا کتنے روزے رکھے۔ شکار کو ویسے تو منع کیا گیا لیکن سمندری سفر میں کبھی زادِ راہ ختم ہو جانے پر انسانی زندگی کا انحصار صرف آبی جانوروں کے شکار پر رہ جاتا ہے اس لیے بحری شکار حلال کر دیا گیا۔

کثرت معیارِ حق نہیں

اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی سیدھی راہ پر چلنے میں بسا اوقات ایک بڑی رکاوٹ یہ ہوتی ہے کہ انسان کے خاندان، قبیلے اور قوم کے لوگ ایک غلط اور بے ہودہ طریقے پر بڑی رغبت سے چل رہے ہوتے ہیں، اُس کے بر خلاف کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرنا ایک مشکل کام ہوتا ہے۔ نادان عوام الناس کے لیے کسی برائی کی کثرت اُس کے حق اور عمدہ ہونے کی دلیل ہوتی ہے اور اُس کی جانب اُکسانے اور اُس کو اپنانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ جو بدعات، رسم رواج اور حرام کمائی کے طریقے عام ہو جائیں اور جو بھی بدی فیشن میں داخل ہو جائے، بڑے بڑے لیڈران، دین دار اور مولوی حضرات اُس کو لپک لینے کے لیے اپنے دل اور ہاتھ فراخ کر دیتے ہیں۔ دورِ حاضر میں جمہوریت کے اور انتخابات کے فتنے نے برائی کے غلبے اور خبیث کی کثرت کو شیرِ مادر سے زیادہ عزیز و محترم بنا دیا ہے، قرآن کا قولِ فیصل یہ ہے کہ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَ الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ۔ (پاک اور ناپاک کسی طور برابر نہیں ہیں خواہ ناپاک کی کثرتِ تمہیں کتنی ہی بھلی لگتی ہو[۲]) آیہ مبارکہ کا یہ فقرہ دورِ جدید کے جاھلیہ کے مارے بوجھ بجھکڑوں کے مقابلے میں قدر و قیمت کا ایک دوسرا ہی معیار پیش کرتا ہے ناپاک خواہ تعداد و مقدار میں کتنا ہی زیادہ ہو، ہوا اور پانی کی طرح عام ہو وہ بہر طور پاک کے برابر کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ حق کی سربلندی کے لیے غلط راہ کی طرف، کسی حال میں بھی نہیں بڑھنا چاہیے

---

۲ یہ آیت قدر و قیمت کا ایک دوسرا ہی معیار پیش کرتی ہے جو ظاہر میں انسان کے معیار سے بالکل مختلف ہے۔ ظاہر بین نظر میں سو (۱۰۰) روپے بمقابلہ پانچ (۵) روپے کے لازماً زیادہ قیمتی ہیں کیونکہ وہ سو ہیں اور یہ پانچ۔ لیکن یہ آیت کہتی ہے کہ سو (۱۰۰) روپے اگر خدا کی نافرمانی کر کے حاصل کیے گئے ہوں تو وہ ناپاک ہیں، اور پانچ روپے اگر خدا کی فرماں برداری کرتے ہوئے کمائے گئے ہوں تو وہ پاک ہیں، اور ناپاک خواہ مقدار میں کتنا ہی زیادہ ہو، بہر حال وہ پاک کے برابر کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ غلاظت کے ایک ڈھیر سے عطر کا ایک قطرہ زیادہ قدر رکھتا ہے اور پیشاب کی ایک لبریز ناند کے مقابلہ میں پاک پانی کا ایک چُلو زیادہ وزنی ہے۔ لہٰذا ایک سچّے دانش مند انسان کو لازماً حلال ہی پر قناعت کرنی چاہیے خواہ وہ ظاہر میں کتنا ہی حقیر و قلیل ہو، اور حرام کی طرف کسی حال میں بھی ہاتھ نہ بڑھانا چاہیے خواہ وہ بظاہر کتنا ہی کثیر و شاندار ہو۔ (تفہیم القرآن، مائدہ حاشیہ ۱۱۵)

خواہ وہ بظاہر کتنی ہی سہل، نتیجہ خیز اور عوام کو اپیل کرنے والی اور ہم نوا بنانے والی ہو۔ پس دین حق کے ماننے والے اہلِ عقل اس وبائے عام میں اکثریت کی پسند و ناپسند کے طوفانی دھاروں میں پانی کے بہاؤ کے خلاف تقویٰ کی راہ پر گام زن رہتے ہیں، چاہے بھوکوں مریں یا نوکریوں اور رشتوں کے دروازے اُن پر بند ہو جائیں۔ پیہم تلاوتِ قرآن اور مطالعہ سیرت سے تعمیر اُن کی دانش، اُنھیں یہ رہ نمائی دیتی ہے کہ اللہ نے جو احکام دیے ہیں اُن کی پابندی ہی میں بھلائی ہے اور ان میں وہ، وہ مصلحتیں پوشیدہ ہیں جن کا محدود انسانی عقل احاطہ کرنے سے قاصر ہے اور انسان اپنی تدبیروں سے کسی اور طور اُن مصلحتوں کے تقاضے پُورا نہیں کر سکتا ہے۔

غیر ضروری اور مبہم رکھے گئے امور کی کھوج میں نہ پڑو

موجودہ دور کی مسلم امت کی مانند، دورِ نبوت میں یہود و منافقین فضول مسائل کو اُٹھاتے تھے جن کی نہ دین کے کسی معاملہ میں اہمیت ہوتی تھی اور نہ دُنیا ہی کے کسی معاملہ میں۔ ایسے غیر ضروری سوالات کے بارے میں کہا گیا کہ لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ (ایسے امور کے بارے میں باتیں نہ پوچھا کرو کہ جو اگر تم کو بتادی جائیں تو تمھیں ناگوار لگیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان اعظم المسلمین فی المسلمین جرما من سأل عن شئ لم یحرم علی الناس فحرم من اجل مسألته۔ ''مسلمانوں کے حق میں سب سے بڑا مجرم وہ شخص ہے جس نے کسی ایسی چیز کے متعلق سوال چھیڑا جو لوگوں پر حرام نہ کی گئی تھی اور پھر محض اس کے سوال چھیڑنے کی بدولت وہ چیز حرام ٹھیرائی گئی''۔ مزید آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ان اللہ فرض فرائض فلا تضیعوھا و حرم حرمَات فلا تنتھکوھا وحدّ حُدُوداً فلا تعتدُوھَا وسَکتَ عَنْ اشیَاء من غیر نسیان فلا تبحثوا عنھا۔ ''اللہ نے کچھ فرائض تم پر عائد کیے ہیں، انہیں ضائع نہ کرو۔ کچھ چیزوں کو حرام کیا ہے ان کے پاس نہ پھٹکو۔ کچھ حُدود مقرر کی ہیں، ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور کچھ چیزوں کے متعلق خاموشی اختیار کی ہے بغیر اس کے کہ اُسے بھُول لاحق ہوئی ہو، لہٰذا ان کی کھوج نہ لگاؤ''

یہود نے پہلے خود ہی اپنے دین میں موشگافیاں کیں اور ایک ایک چیز کے متعلق سوال کر کر کے پابندیوں کا ایک جال اپنے لیے تیار کرایا، جس کی کلاسیکل مثال سورہ بقرہ میں ایک گائے کے ذبح کرنے کے معالے میں یہود کے سوالات سے ظاہر ہوتی ہے۔ صاحبِ تفہیم القرآن نے اس سُورۃ کے حاشیہ ۱۱۷ میں تحریر کیا ہے "اِس گروہ سے مراد یہودی ہیں جن کے نقشِ قدم پر چلنے میں، قرآن اور محمد ﷺ کی تنبیہات کے باوجود، مسلمانوں نے کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی ہے۔"

اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَ بَالَ
اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَ مَنْ عَادَ
فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو
انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ
طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّيَّارَةِ ۚ وَ
حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ
حُرُمًا ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ
تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ
الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَ الشَّهْرَ
الْحَرَامَ وَ الْهَدْيَ وَ الْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ
لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ
مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ
الْعِقَابِ وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ مَا
عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا
تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِي
الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ
الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ ۱۳ع
اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ
لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا
حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا
اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾

یا اسی کے برابر روزے رکھنے ہوں گے تا کہ وہ اپنے کیے کے وبال کو بھگتے۔اس حکم سے پہلے جو کچھ ہو چکا اُسے اللہ نے معاف کر دیا، لیکن اب اگر کسی نے اس حرکت کا اعادہ کیا تو اس سے اللہ انتقام لے گا، اللہ سب پر زبردست ہے اور انتقام لینے والا ہے۔ حالت احرام میں تمہارے لیے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا، تمہارے لیے اور قافلوں کے زادِ راہ کے لیے۔اور تم پر حرام کیا گیا ہے خشکی کا شکار جب تک تم اِحرام کی حالت میں ہو۔ پس بچو اُس اللہ کی نافرمانی سے جس کے پاس جمع کئے جاؤ گے۔ مکانِ مُحترم، کعبہ کو اللہ نے انسانوں کے قیام کا ذریعہ بنایا ہے اور ماہِ حرام اور قربانی کے جانوروں اور قلادوں کو بھی، تا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ آسمانوں اور زمین کے سب حالات سے باخبر ہے اور اُسے ہر چیز کا علم ہے۔ خبردار ہو جاؤ! اللہ سزا دینے میں بھی سخت ہے اور ساتھ ہی بہت زیادہ معاف کرنے اور رحم کرنے والا بھی ہے۔اے اہلِ ایمان رسُولؐ پر ذمہ داری تو صرف پیغام پہنچا دینے کی ہے، اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور چھپاتے ہو۔ کہہ دو کہ پاک اور ناپاک کسی طور برابر نہیں ہیں خواہ ناپاک کی کثرتِ تمہیں کتنی ہی بھلی لگتی ہو، پس اے عقل والو! اللہ سے ڈرو، اُمید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہو گی۔ ۱۳ع اے ایمان والو! ایسے امور کے بارے میں باتیں نہ پوچھا کرو کہ جو اگر تم کو بتا دی جائیں تو تمھیں ناگوار لگیں، اور اگر تم انہیں ایسے وقت پُوچھو گے جب قرآن اتر رہا ہے تو وہ باتیں تمہارے سامنے کھول دی جائیں گی۔ اللہ نے اس پر معاف فرما دیا۔ اللہ بخشنے والا اور بُردبار ہے۔

یا اسی کے برابر روزے (روزوں کی تعداد وہی دو عادل آدمی کریں جو شکار کیے ہوئے جانور کا ہم پلہ ایک جانور متعین کریں گے) رکھنے ہوں گے یہ سب اس لیے تاکہ احرام کی حرمت کو توڑنے والا اپنے کیے کے وبال کو بھُگتے۔ اس حکم سے پہلے جو کچھ ہو چکا اُسے اللہ نے معاف کر دیا، لیکن اب اگر کسی نے اس حرکت کا اعادہ کیا تو اس سے اللہ انتقام لے گا، اللہ سب پر زبردست ہے اور انتقام لینے والا ہے۔ حالت احرام میں تمہارے لیے سمندر/دریا کا شکار اور اس کا کھانا حلال کر دیا گیا، تمہارے لیے اور قافلوں کے زادِ راہ کے لیے۔ اور تم پر حرام کیا گیا ہے خشکی کا شکار جب تک تم اِحرام کی حالت میں ہو۔ پس بچو اُس اللہ کی نافرمانی سے جس کے پاس روزِ محشر جمع کئے جاؤ گے۔ ابراہیم حنیفؑ کے تعمیر کردہ مکانِ مُحترم، کعبہ کو اللہ نے انسانوں کی معاشرتی، معاشی اور اجتماعی زندگی کے قیام وفروغ کا ذریعہ بنایا ہے اور ماہِ حرام اور قربانی کے جانوروں اور قَلادوں کو بھی اِنھی مقاصد کے حصول کا ذریعہ بنایا گیا ہے، تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ آسمانوں اور زمین کے سب حالات سے باخبر ہے اور اُسے ہر چیز کا علم ہے۔ خبردار ہو جاؤ! اللہ سزا دینے میں بھی سخت ہے اور ساتھ ہی بہت زیادہ معاف کرنے اور رحم کرنے والا بھی ہے۔ اے اہلِ ایمان ہمارے رسُولؐ پر ذمہ داری تو صرف ہمارا کلام اور پیغام تم تک پہنچا دینے کی ہے، وہ اِس کام کو تکمیل تک پہنچا رہا ہے، آنے والے دنوں میں اللہ تو یہ دیکھے گا کہ امت محمدیہؐ کیوں کر اپنے نبی کے ہاتھوں پائی ہوئی تعلیم و تربیت سے وفا کا یا بے وفائی کا معاملہ کرے گی اگرچہ اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور چھپاتے ہو۔ وہ ماضی، حال و مستقبل کے تمام حالات کا جاننے والا ہے۔ اے پیغمبرؐ! اہلِ ایمان سے کہہ دو کہ حلال جو کہ پاک ہے اور حرام جو ناپاک ہے کسی طور اللہ کے نزدیک اور انجامِ کار برابر نہیں ہیں خواہ ناپاک اور اُس کی کثرتِ تعداد تمہیں کتنی ہی بھلی لگتی ہو، پس اے عقل والو! کثرت و قلت کا چکر کتنا ہی پر فریب ہو، دھوکہ نہ کھانا اور جمہور کی پسند و ناپسند کو نہ دیکھنا اگر عقل رکھتے ہو، اللہ سے ڈرو، اکثریت کی خوشنودی کے چکر میں اللہ کی نافرمانی میں نہ پڑنا، بہر طور ناپاک چیزوں سے بچتے رہنا، اُمید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہو گی۔ ۱۳۶ع اے ایمان والو! ایسے امور کے بارے میں جو غیر ضروری ہیں اور مبہم رکھے گئے باتیں نہ پوچھا کرو کہ جو اگر تم کو بتا دی جائیں تو تمھیں ناگوار لگیں، اور اگر تم انہیں ایسے وقت پُوچھو گے جب قرآن تھوڑا تھوڑا یعنی نجماً نجماً اُتر رہا ہے تو وہ باتیں تمھارے سامنے کھول دی جائیں گی اور اُن کا کھل جانا تمھارے لیے اور مسلمانوں کی آنے والی نسلوں کے لیے بھاری ہو گا۔ اب تک جو یہ حرکت ہوتی رہی اللہ نے اس خطا پر، پوچھنے والوں کو معاف فرما دیا۔ اللہ بخشنے والا اور بُردبار ہے۔

قَدۡ سَاَلَهَا قَوۡمٌ مِّنۡ قَبۡلِكُمۡ ثُمَّ اَصۡبَحُوۡا بِهَا كٰفِرِيۡنَ ﴿۱۰۲﴾ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنۡۢ بَحِيۡرَةٍ وَّ لَا سَآئِبَةٍ وَّ لَا وَصِيۡلَةٍ وَّ لَا حَامٍ‌ ۙ وَّ لٰـكِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ الۡـكَذِبَ‌ ؕ وَاَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰى مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوۡلِ قَالُوۡا حَسۡبُنَا مَا وَجَدۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا‌ ؕ اَوَلَوۡ كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ شَيۡـئًا وَّلَا يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۰۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا عَلَيۡكُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ‌ ۚ لَا يَضُرُّكُمۡ مَّنۡ ضَلَّ اِذَا اهۡتَدَيۡتُمۡ‌ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرۡجِعُكُمۡ جَمِيۡعًا فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا شَهَادَةُ بَيۡنِكُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ حِيۡنَ الۡوَصِيَّةِ اثۡنٰنِ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ اَوۡ اٰخَرٰنِ مِنۡ غَيۡرِكُمۡ اِنۡ اَنۡتُمۡ ضَرَبۡتُمۡ فِى الۡاَرۡضِ فَاَصَابَتۡكُمۡ مُّصِيۡبَةُ الۡمَوۡتِ‌ ؕ تَحۡبِسُوۡنَهُمَا مِنۡۢ بَعۡدِ الصَّلٰوةِ فَيُقۡسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارۡتَبۡتُمۡ لَا نَشۡتَرِىۡ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبٰى‌ ۙ وَلَا نَكۡتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّاۤ اِذًا لَّمِنَ الۡاٰثِمِيۡنَ ﴿۱۰۶﴾

ایسے سوالات تم سے پہلے ایک قوم نے کیے تھے، پھر وہ لوگ انھی باتوں کے مُنکر ہوئے اللہ نے نہ کوئی بَحِیرہ مقرر کیا ہے نہ سائبَہ اور نہ وَصیلہ اور نہ حام مگر یہ اللہ پر جُھوٹی تہمت لگاتے ہیں اور ان کے پیچھے چلنے والے اکثر بے عقل ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اُس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور آؤ رسول ﷺ کی طرف تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے تو بس وہی دین کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت پر رہے ہوں۔ اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب تم ہدایت پر ہو تو کسی کی گمراہی سے تمہارا کوئی نقصان نہیں اللہ ہی کے پاس تم سب کو پلٹنا ہے پھر وہ تمھیں بتادے گا جو کچھ تم سب کرتے تھے۔

اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے تو بوقتِ وصیّت اس کے لیے گواہی کو محفوظ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تمہارے درمیان سے دو صاحبِ عدل گواہ بنائے جائیں، یا اگر تم سفر کی حالت میں ہو اور وہاں موت کی مصیبت پیش آجائے تو غیروں ہی میں سے دو آدمی لے لیے جائیں۔ اور پھر کوئی شبہ محسوس ہو تو نماز کے بعد دونوں کو روک لیا جائے اور وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم کوئی فایدہ اُٹھانے والے نہیں ہیں، اور خواہ کوئی ہمارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اور نہ ہم اللہ کی گواہی چھپائیں گے۔ اگر ہم ایسا کریں تو بے شک ہم گنہگار ٹھہریں گے۔

ایسے سوالات تم سے پہلے ایک قوم نے کیے تھے، پھر وہ لوگ انھی باتوں کے مُنکر ہوئے جو اُن پر کھولی گئی تھیں، انجام کار وہ کفر میں مبتلا ہو گئے۔ اللہ نے نہ کوئی بَحِیرہ مقرر کیا ہے نہ سائبہَ اور نہ وَصِیلہ اور نہ حام یہ سب شرکیہ بدعات ابراہیمؑ کے دین میں بعد کے لوگوں کی ایجاد ہیں۔ مگر یہ دینِ محمدؐ کے انکاری، اکابرین قریش اللہ پر جُھوٹی تہمت لگا کے جا چکے ہیں اور ان کے پیچھے چلنے والے اکثر بے عقل ہیں کہ ایسی واہیات باتوں کو مان رہے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اُس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور آؤ اللہ کے رسولؐ کی طرف تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لیے تو بس وہی دین (طرزِ زندگی) کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت پر رہے ہوں۔ اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، دُنیا کی بے رُخی اور منافقین کی پیہم ایذا رسانیاں تمھیں آزردہ نہ کریں، جب تم ہدایت پر ہو تو کسی کی گمراہی سے تمہارا کوئی نقصان نہیں اللہ ہی کے پاس تم سب کو پلٹنا ہے پھر وہ تمھیں بتادے گا جو کچھ تم سب کرتے تھے۔ اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے تو بوقتِ وصیّت اس کے لیے گواہی کو محفوظ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تمہارے درمیان (اہلِ ایمان میں) سے دو صاحبِ عدل یعنی دیانت دار، سمجھ دار اور معتبر آدمی گواہ بنائے جائیں، یا اگر تم سفر کی حالت میں ہو اور وہاں موت کی مصیبت پیش آجائے اور صاحبِ عدل و اعتماد اہلِ ایمان گواہی کے لیے میسر نہ ہوں تو غیروں (غیر مسلموں یا منافقوں) ہی میں سے دو آدمی بطور گواہ لے لیے جائیں۔ مذکورہ پہلی صورت میں جب اہلِ ایمان گواہ بنائے گئے ہوں اور پھر گواہوں کے بیان میں جانب داری یا مفاد پرستی کا اگر کسی کو کوئی شبہ محسوس ہو تو نماز کے بعد دونوں گواہوں کو مسجد میں روک لیا جائے اور وہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم اِس گواہی کے عوض کوئی فایدہ اُٹھانے والے نہیں ہیں، اور خواہ کوئی ہمارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو ہم اُس کی جانب داری کرنے والے نہیں اور نہ ہم اللہ کی گواہی (جس گواہی کی حقیقت اللہ ہی کی ملکیت میں ہے اور جو اُسی کی خاطر اُس سے ڈر کر دی جاتی ہے) چھپائیں گے۔ اگر ہم ایسا کریں تو بے شک ہم گنہگار ٹھہریں گے جس کے لیے ہمیں اللہ سے سزا مل کر رہے گی۔

فَاِنۡ عُثِرَ عَلٰۤى اَنَّهُمَا اسۡتَحَقَّاۤ اِثۡمًا
فَاٰخَرٰنِ يَقُوۡمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ
الَّذِيۡنَ اسۡتَحَقَّ عَلَيۡهِمُ الۡاَوۡلَيٰنِ
فَيُقۡسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَاۤ اَحَقُّ
مِنۡ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعۡتَدَيۡنَاۤ ۖ اِنَّاۤ
اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۰۷﴾ ذٰلِكَ اَدۡنٰۤى
اَنۡ يَّاۡتُوۡا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجۡهِهَاۤ
اَوۡ يَخَافُوۡۤا اَنۡ تُرَدَّ اَيۡمَانٌۢ بَعۡدَ
اَيۡمَانِهِمۡ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسۡمَعُوۡا ؕ
وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ
۱۴۶ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۱۰۸﴾ يَوۡمَ يَجۡمَعُ اللّٰهُ
الرُّسُلَ فَيَقُوۡلُ مَاذَاۤ اُجِبۡتُمۡ ؕ
قَالُوۡا لَا عِلۡمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ
عَلَّامُ الۡغُيُوۡبِ ﴿۱۰۹﴾ اِذۡ قَالَ اللّٰهُ
يٰعِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ اذۡكُرۡ نِعۡمَتِىۡ
عَلَيۡكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذۡ
اَيَّدْتُّكَ بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ ۚ تُكَلِّمُ
النَّاسَ فِى الۡمَهۡدِ وَكَهۡلًا ۚ وَاِذۡ
عَلَّمۡتُكَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَ
التَّوۡرٰىةَ وَالۡاِنۡجِيۡلَ ۚ وَاِذۡ تَخۡلُقُ
مِنَ الطِّيۡنِ كَهَيۡـئَةِ الطَّيۡرِ بِاِذۡنِىۡ
فَتَنۡفُخُ فِيۡهَا فَتَكُوۡنُ طَيۡرًاۢ بِاِذۡنِىۡ
وَتُبۡرِئُ الۡاَكۡمَهَ وَالۡاَبۡرَصَ بِاِذۡنِىۡ ۚ

پھر اگر کوئی اطلاع ملے کہ ان دونوں نے گواہی دینے میں اپنے آپ کو کسی حق تلفی کے گناہ میں مبتلا کیا ہے تو پھر ان کی جگہ دو اور شخص جو ان کی بہ نسبت شہادت دینے کے لیے اہل تر ہوں اُن لوگوں میں سے کھڑے ہوں جن کی حق تلفی ہوئی ہو، اور وہ اللہ کو گواہ کر کے کہیں کہ ہماری گواہی پہلے دو گواہوں کی گواہی سے زیادہ درست ہے اور ہم نے اپنی گواہی میں کوئی زیادتی نہیں کی ہے، اگر ہم ایسا کریں تو ظالموں میں سے ہوں گے۔ اس طرح گواہیوں اور اُن پر جوابی قسموں سے زیادہ امکان ہے کہ ٹھیک بات کریں گے، یا اس بات کا خوف اُنھیں دامن گیر ہوگا کہ ان کی قسموں کی جوابی قسموں سے تردید ہو جائے گی۔ اللہ سے ڈرو اور سنو، اللہ نافرمانی کرنے والے فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا ہے۔ ۱۴۶

اُس دن جب اللہ تمام پیغمبروں کو جمع کر کے پُوچھے گا کہ تم کو کیا جواب ملا، تو وہ عرض کریں گے کہ ہمیں تو کچھ علم نہیں، غیب کی باتوں کا جاننے والا تو بس تو ہی ہے۔ لوگو، ذرا اُس وقت کو خیال میں لاؤ جب اللہ عیسیٰ ابن مریم سے فرمائے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰؑ! میرے اس فضل کو یاد کر جو میں نے تجھ پر اور تیری ماں پر کیا تھا، میں نے رُوح القدس سے تیری مدد کی، تو گہوارے میں بھی لوگوں سے بات کرتا تھا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی، میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل کی تعلیم دی، تو مٹی سے ایک صورت پرندے کی میرے حکم سے بناتا اور اس میں پھونک مارتا تھا، اور وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتی تھی، تُو مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا۔

پھر اگر اُس گواہی کے برخلاف کسی دوسری بات کا یا گواہی میں کسی بد دیانتی کی کوئی اطلاع ملے کہ ان دونوں نے گواہی دینے میں جعل سازی اور بد دیانتی کر کے اپنے آپ کو کسی حق تلفی کے گناہ میں مبتلا کیا ہے تو پھر ان کی جگہ دو اور شخص جو ان کی بہ نسبت شہادت دینے کے لیے ہر لحاظ سے اہل تر ہوں اُن لوگوں میں سے کھڑے ہوں جن کی حق تلفی ہوئی ہو، اور وہ اللہ کو گواہ کر کے کہیں کہ ہماری گواہی پہلے دو گواہوں کی گواہی سے زیادہ درست ہے اور ہم نے اپنی گواہی میں کوئی زیادتی نہیں کی ہے، اگر ہم ایسا کریں تو ظالموں میں سے ہوں گے۔ اس طرح قسمیہ گواہیوں اور اُن پر جوابی قسموں سے زیادہ امکان ہے کہ گواہی دینے والے ٹھیک بات کریں گے، یا کم از کم اس بات کا خوف اُنھیں دامن گیر ہوگا کہ ان کی قسموں کی جوابی قسموں سے تردید ہو جائے گی۔ دعوے کرتے ہوئے اور قسمیں کھاتے ہوئے اللہ سے ڈرو اور جو کچھ کہا جا رہا ہے اُسے اطاعت کے جذبے کے ساتھ سنو، اللہ نافرمانی کرنے والے فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا ہے۔ ۱۰۶

اُس قیامت کے دن (یوم الحساب) کو یاد رکھو جب اللہ تمام پیغمبروں کو جمع کر کے پُوچھے گا کہ تم نے انسانوں تک جو میرا پیغام پہنچایا اُس کا تمھیں کیا جواب ملا، تو وہ عرض کریں گے کہ ہمارے سامنے تو محض ہمارے مخاطبین کا ظاہری ردِّ عمل رہا، جو کچھ مخاطبین کے سینوں میں پوشیدہ رہا اور ہماری پکار کا اثر کہاں کہاں تک ہماری زندگیوں میں اور ہماری موت کے بعد پہنچا اور اُس نے تاریخ میں کیا اثرات چھوڑے وہ آپ زیادہ جاننے والے ہیں ہمیں تو کچھ علم نہیں، غیب کی باتوں کا جاننے والا تو بس تو ہی ہے۔ لوگو، ذرا اُس وقت کو خیال میں لاؤ جب اللہ عیسیٰ ابن مریم سے فرمائے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰؑ! میرے اس فضل کو یاد کر جو میں نے تجھ پر اور تیری ماں پر کیا تھا، میں نے رُوح القدس (جبریل امین) سے تیری مدد کی، تُو گہوارے میں بھی لوگوں سے بات کرتا تھا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی، میں نے تجھ کو کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل کی تعلیم دی، تُو مٹی سے ایک صورت پرندے کی میرے حکم سے بناتا اور اس میں پُھونک مارتا تھا، اور وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتی تھی، تُو مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا۔

آیات کے پچھلے گروپ میں کثرت و قلت کی گفتگو کے بعد کچھ بوقتِ موت وصیت کرنے، اُس پر گواہ بنانے اور پھر گواہوں کی گواہی پر اگر کوئی شبہ یا اعتراض ہو تو اُس صورتِ حال سے نبٹنے کا طریقہ ذکر کیا گیا تھا، اُس کے بعد اگرچہ مخاطب مسلمان ہی ہیں مگر اُن کو نصیحت کچھ سیّدنا مسیح علیہ السلام کی زندگی کے واقعات سے اور کچھ میدانِ حشر میں اُن کے اور خالقِ کائنات کے درمیان مکالمہ ہونے والا ہے، اُس کے حوالے سے کی گئی ہے، اِس طرح یہ گفتگو مسلمانوں کی طرح اہلِ کتاب یہود و نصاریٰ کے لیے بھی بہت مفید اور بر محل ہے۔

سیّدنا مسیح علیہ السلام کے حوالے سے گفتگو، میں پہلا حوالہ یہ ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے تمام رسولوں سے پوچھے گا کہ تم نے انسانوں تک جو میرا پیغام پہنچایا اُس کا تمھیں کیا جواب ملا؟ اس موضوع کی کچھ وضاحت آیات کے اگلے گروپ کے ساتھ ہو سکے گی، اللہ تعالیٰ مسیح علیہ السلام کو اپنے احسانات یاد دلائیں گے ایک بہت اہم سوال کرنے کے لیے، وہ یہ کہ تیری امت میں جو شرک پھیلا، کیا تو نے کہا تھا کہ وہ تجھ کو اور تیری ماں کو الوہیت میں شریک (بگڑی بنانے والا اور دعاؤں کا سننے والا اور مدد کو آنے والا) کریں؟ اس سوال سے پہلے اللہ نے جو احسان گنائے اُس میں تکرار سے یہ بات دہرائی (بِاِذۡنِیۡ ، بِاِذۡنِیۡ ، بِاِذۡنِیۡ ، بِاِذۡنِیۡ) کہ تو نے جو کچھ معجزات دکھائے جس کی بنیاد پر شاید تیرے ماننے والوں کو یہ گمان گزرا کہ کائنات میں کچھ کار گزاری میں تیرا یا تیری ماں کا بھی کچھ دخل ہے حالاں کہ وہ سب کچھ تو میرے حکم سے (بِاِذۡنِیۡ) ہو رہا تھا۔ تو نصاریٰ نے کس چیز کی بنا پر ان کو خدا بنا ڈالا؟ اِس آیت میں "میرے حکم سے" کی تکرار نہایت بلیغ ہے۔

وَ اِذۡ تَخۡلُقُ مِنَ الطِّیۡنِ کَهَیۡـَٔةِ الطَّیۡرِ بِاِذۡنِیۡ فَتَنۡفُخُ فِیۡهَا فَتَکُوۡنُ طَیۡرًۢا بِاِذۡنِیۡ وَ تُبۡرِئُ الۡاَکۡمَهَ وَ الۡاَبۡرَصَ بِاِذۡنِیۡ ۚ وَ اِذۡ تُخۡرِجُ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِیۡ ۚ ترجمہ: تُو مٹی سے ایک صورت پرندے کی میرے حکم سے بناتا اور اس میں پُھونک مارتا تھا، اور وہ میرے حکم سے پرندہ بن جاتی تھی، تُو مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا اور یاد کرو جب تُو مرُدوں کو میرے حکم سے نکال کر کھڑا کر دیتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا اس مقام سے آگے بڑھ کر اگلی آیت میں یہ فرمانا ہے کہ نہ صرف یہ کہ یہ سارے معجزے ہماری قدرت اور کائنات میں ربوبیت کا مظہر تھے بلکہ چند حواریوں کا تجھ پر ایمان لانا بھی ہمارے فضل اور توفیق کا نتیجہ تھا، تجھ میں تو اتنی طاقت بھی نہ تھی کہ سارے ملک میں ایک آدمی کو بھی راہِ راست پر لا سکتا یا دلیل سے سمجھا سکتا۔ آیہ مبارکہ پر نظر ڈالیے: وَ اِذۡ اَوۡحَیۡتُ اِلَی الۡحَوَارِیّٖنَ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِیۡ وَ بِرَسُوۡلِیۡ ۚ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا وَ

اشۡهَدۡ بِاَنَّنَا مُسۡلِمُوۡنَ ○ اور جب میں نے حواریوں کے دلوں میں خیال ڈال کر وحی کی کہ مجھ پر اور میرے رسول عیسیٰؑ ابن مریمؑ پر ایمان لاؤ تب اُنہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ وَاِذۡ اَوۡحَیۡتُ اِلَی الۡحَوَارِیّٖنَ کہ ہم نے حواریوں کے دل میں وحی کی کہ وہ تیرے پیغام پر ایمان لائیں۔اور اُنھوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم عیسائی بن جاتے ہیں بلکہ کہا کہ وَ اشۡهَدۡ بِاَنَّنَا مُسۡلِمُوۡنَ یعنی کہ ہم مسلم ہیں۔اسلام ہی تمام انبیاء کے پیروکاروں کا دین رہا ہے،هُوَ سَمّٰکُمُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ مِنۡ قَبۡلُ وَفِیۡ هٰذَا۔

حواریوں کے ایمان لانے کے اعلان کے بعد ، قرآن ہم کو ایک اور عجیب واقعے کی جانب لے جاتا ہے، انھوں نے کہا کہ اے عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ! کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے کھانوں سے بھرا ایک دستر خوان اتار سکتا ہے؟ حواریوں کا یہ سوال خدا کی قدرت سے متعلق نہیں تھا کیوں کہ وہ باایمان لوگ تھے اُنھیں اللہ کی قدرت پر پورا یقین تھا، وہ ایمان کی مزید پختگی کے لیے جاننا چاہتے تھے کہ کیا یہ نشانی دکھانا اُس کی حکمت کے مطابق بھی ہو گا؟ اِن کی درخواست اس مطالبے کی مانند تھی جو یہود نے اللہ کو دیکھنے کے لیے کی تھی لیکن فرق یہ ہے کہ وہ اپنے ایمان کے مرتبے میں اِن حواریوں سے بہت کم تر تھے۔ مسیح علیہ السلامؑ نے اپنے حواریوں کو اِس سوال سے روکا۔ اُن کی درخواست کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُتارنے کو تو میں ایک کھانوں سے بھرا دستر خوان اُتار دوں گا لیکن جو لوگ اتنی کھلی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی کفر میں مبتلا ہوں گے تو اُن کو سزا بھی ایسی دوں گا جو کسی اور کو نہ دوں گا۔ ممکن ہے کہ حواریوں نے یہ سخت دھمکی سُن کر اپنی درخواست واپس لے لی ہو۔ قرآن اور انجیل اس باب میں خاموش ہیں کہ وہ دستر خوان اُتارا گیا تھا یا نہیں۔

ا

وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا
سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾ وَ اِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى
الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَ بِرَسُوْلِيْ ۚ
قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ اشْهَدْ بِاَنَّنَا
مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ
يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ
رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ
السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ
مِنْهَا وَ تَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ
صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ
الشّٰهِدِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ
اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ
السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ
اٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَ ارْزُقْنَا وَ اَنْتَ
خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا
عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ
فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا
مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ ۱۵۶

اور یاد کرو جب تُو مُردوں کو میرے حکم سے نکال کر کھڑا کر دیتا تھا، اور یاد کرو جب کہ میں نے بنی اسرائیل کی ایذارسانی سے تم کو محفوظ رکھا جب تم ان کے پاس دلیلیں لے کر آئے تھے پھر ان میں جو کافر تھے انہوں نے کہا کہ یہ کھلے جادو کے سوا اور کچھ بھی نہیں اور جب میں نے حواریوں کے دلوں میں خیال ڈال کر وحی کی کہ مجھ پر اور میرے رسول عیسیٰؑ ابن مریمؑ پر ایمان لاؤ تب اُنہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ! کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے کھانوں سے بھرا ایک دستر خوان اتار سکتا ہے؟ کہا اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ اُنہوں نے کہا ہم تو بس یہ چاہتے ہیں کہ اس دستر خوان سے کھانا کھائیں اور ہمارے دل اطمینان سے لبریز ہو جائیں۔اور جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا ہے اور ہم اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں۔ عیسیٰؑ ابن مریمؑ نے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل فرما کہ وہ ہمارے اوّلین اور جو بعد میں ہونے والے ہیں اُن سب کے لیے ایک خوشی کی بات ہو جائے اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو جائے اور تو ہم کو رزق عطا فرما دے اور تو سب عطا کرنے والوں سے اچھا رازق ہے۔ اللہ نے فرمایا، میں اُس (خوان) کو تم پر نازل کرنے والا ہوں، مگر بعد میں جو بھی تم میں سے انکار کرے گا اسے میں ایسی سزا دوں گا جو دُنیا میں کسی کو نہ دی ہو گی۔ ۱۵۶

اور یاد کرو جب تُو مُردوں (dead bodies of the people) کو میرے حکم سے نکال کر کھڑا کر دیتا تھا، اور یاد کرو جب کہ میں نے بنی اسرائیل کی ایذارسانی سے تم کو محفوظ رکھا جب تم ان کے پاس دلیلیں لے کر آئے تھے پھر ان میں جو کافر تھے انہوں نے کہا کہ معجزوں کے نام پر جو کچھ تو ہم کو دکھلا رہا ہے وہ کھلے جادو کے سِوا اور کچھ بھی نہیں۔ اور جب میں نے حواریوں کے دلوں میں خیال ڈال کر وحی کی کہ مجھ پر اور میرے رسول عیسیٰؑ ابن مریمؑ پر ایمان لاؤ تب اُنہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ وہ یادگار لمحہ بھی قابلِ ذکر ہے جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ! کیا آپ کا رب ہم پر آسمان سے کھانوں سے بھرا ایک خوان اتار سکتا ہے؟ تو عیسیٰؑ نے کہا اللہ سے ڈرو ایسی خواہشات اور فرمائشیں کیوں کرتے ہو اگر تم غیب پر ایمان لا کر مومن صادق بن چکے ہو۔ اُنہوں نے کہا ہم تو بس یہ چاہتے ہیں کہ اس دستر خوان سے کھانا کھائیں اور، جس کے ذریعے ہمارے دل ایمان لانے کے فیصلے پر اطمینان سے لبریز ہو جائیں۔ اور ہم یقین کا اعلیٰ درجہ پالیں اور جان لیں کہ آپ نے ہم سے جو کہا ہے سچ کہا ہے اور ہم اس دعوتِ ایمان پر اہلِ دنیا کے سامنے اعتماد سے گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں۔

عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے کھانوں سے بھرا ایک خوان نازل فرما کہ وہ ہمارے لیے یعنی ہم میں جو دعوتِ ایمان قبول کرنے میں اوّلین اس وقت موجود ہیں اور جو بعد میں اہلِ ایمان شامل ہونے والے ہیں اُن سب کے لیے ایک خوشی کی بات ہو جائے اور تیری طرف سے تادیر قایم رہنے والی ایک نشانی ہو جائے اور تو ہم کو رزق عطا فرمادے اور تو سب عطا کرنے والوں سے اچھا رازق ہے۔ اللہ نے فرمایا، میں اُس خوان کو تم پر ضرور نازل کرنے والا ہوں، مگر ایسی بڑی نشانی دیکھنے کے بعد جو بھی تم میں سے دین اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنے سے انکار کرے گا اسے میں ایسی عبرت ناک سزا دوں گا جو دُنیا میں کسی کو نہ دی ہو گی"۔ ۱۵۶

اللہ کی توفیق و عنایت سے ہم سورہ مائدہ کی آیات کے آخری گروپ کی جانب بڑھ رہے ہیں۔اس سورہ کے بنیادی موضوع "عہد کی پابندی کرو" کا تقاضا ہے کہ مسلمان قیام عدل و قسط اور شہادت حق کی ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو جائیں اور اُن کا عہد اُن کی زندگیوں کا مشن بن جائے۔اس حوالے سے بتایا جا رہا ہے انبیاء علیہ السلام، اللہ تعالی کے حضور میں شہادت دیں گے کہ اُنھوں نے اپنی زندگی میں اپنی اپنی امتوں کو توحید کا سبق اور تیرے بھیجے ہوئے دینِ حق کو بے کم و کاست پہنچا دیا تھا، رہا موت کے ساتھ ہم آغوش ہو جانے کے بعد کا معاملہ تو وہ وفات کے بعد اپنی امتوں کا روّیے سے کامل لاعلمی ظاہر کریں گے۔کیوں کہ اِن کا علم صرف دنیا میں اپنی موجودگی کے زمانے تک محدود رہا ہو گا۔ذرا مکالمے کو سنیے :

فرمانِ الٰہی : وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ ترجمہ: الغرض اللہ دریافت کرے گا کہ اے عیسیٰؑ ابن مریمؑ! کیا تُو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے علاوہ مجھے اور میری ماں کو بھی اپنا الٰہ بنالو؟

مسیحؑ کا جواب قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝١١٦ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِيْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَ اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝١١٧ ترجمہ مسیحؑ کہے گا تو (اس نوع کی شرکیہ تہمتوں سے) پاک ہے مجھے ہر گز یہ روانہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہ تھا، اگر میں نے ایسا کچھ بھی کہا ہوتا تو تجھ کو یقیناً اس کا علم ہوتا۔تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ تیرے دل میں ہے، غیب کی باتوں کا جاننے والا تو بس تو ہی ہے۔ میں نے تو اُن سے کچھ بھی نہیں کہا اُن باتوں کے سوا جن کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا، وہ یہ کہ اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ میں تو اُسی وقت تک ان پر گواہ تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان رہا تھا۔جب تو نے مجھے واپس بلا لیا تو پھر تو اُن پر نگراں تھا اور تو، تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے۔

روزِ قیامت سیّدنا مسیحؑ سے ہونے والے اس مکالمے کا بیان بطور مثال ہے کہ نبیوں سے اللہ اس طرح کے سوالات کرے گا اور اُن کی جانب سے مرنے کے بعد اُن کی لاعلمی کے اس نوع کے جواب آئیں گے۔یہاں مسیح علیہ السلام کا انتخاب اس لیے بڑا موزوں نظر آتا ہے کہ بنو اسرائیلی ہونے کے ناطے اُن کی شہادت یہود و نصاری

دونوں کے لیے سبق آموز ہے اور مسلمان تو تمام انبیاء کے ماننے والے ہیں۔ سارے نبیوں سے اسی نوع کا مکالمہ ہونا ہے جیساکہ گزری ہوئی آیہ ۱۰۹ میں فرمایا گیا تھا: یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ (ترجمہ: اُس دن جب اللہ تمام پیغمبروں کو جمع کرکے پُوچھے گا کہ تم کو کیا جواب ملا)، جس طرح تمام انبیا سے اللہ شہادت لے گا اُسی طرح اللہ ہمارے نبی کریم ﷺ سے بھی شہادت لی جائے گی اور اپنی وفات کے بعد کے لیے امت کی حالت کے بارے میں وہی بات کہیں گے جو سارے انبیاء کے لیے اللہ نے قرآن مجید میں بیان فرمادی ہے: قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝۱۰۹ (ترجمہ وہ کہیں گے کہ ہمیں تو کچھ علم نہیں، غیب کی باتوں کا جاننے والا تو بس تو ہی ہے۔)۔ اسی شہادت کی بنا پر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انبیاء اپنی امتوں کی حالت پر کتنے مطلع ہوتے اور اُن پر اعمال پہنچائے جانے والی باتوں اور روایات کی قرآن کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ یَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ یُّهْلِكَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَ اُمَّهٗ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ؕ

سیّدنا مسیحؑ کے اس فقرے کی بلاغت کی تعبیر نہیں ہوسکتی۔ اگر وہ یوں کہتے کہ "اگر تو انھیں معاف کردے تو یہ تیرے بندے ہیں" تو یہ فقرہ واضح الفاظ میں نصاریٰ کے لیے شفاعت بن جاتا اور انبیاءؑ کے بارے میں یہ معلوم ہے کہ وہ مشرکین کے لیے سفارش نہیں فرمائیں گے۔ اس لیے سیّدنا مسیحؑ کی بات کا اسلوب ایسا ہے کہ بات سچی بھی ہے اور دربارِ الٰہی کے شایانِ شان بھی ہے، دردمندانہ بھی ہے اور اس سے عیسیٰؑ نے اپنے آپ کو مشرکین کی شفاعت کی ذمہ داری سے بھی بری کرلیا۔[۱۱۸]

وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ
ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ
اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ
سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا
لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ
فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَ
لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ
عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا
مَاۤ اَمَرْتَنِيْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ
وَ رَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا
مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ
كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَ
اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾ اِنْ
تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ
تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ
يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ
جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ
الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَ مَا فِيْهِنَّ ؕ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۲۰﴾ ع ۱۶ ۱۲۶ ۱۲۶

الغرض اللہ دریافت کرے گا کہ اے عیسیٰؑ ابن مریمؑ! کیا تُونے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے علاوہ مجھے اور میری ماں کو بھی اپنا الٰہ بنالو؟ مسیحؑ کہے گا تو(اس نوع کی شرکیہ تہمتوں سے) پاک ہے مجھے ہرگز یہ روا نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہ تھا، اگر میں نے ایسا کچھ بھی کہا ہوتا تو تجھ کو یقیناً اس کا علم ہوتا۔ تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ تیرے دل میں ہے، غیب کی باتوں کا جاننے والا تو بس تو ہی ہے۔ میں نے تو اُن سے کچھ بھی نہیں کہا اُن باتوں کے سوا جن کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا، وہ یہ کہ اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ میں تو اُسی وقت تک ان پر گواہ تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان رہا تھا۔ جب تونے مجھے واپس بلالیا تو پھر تو اُن پر نگراں تھا اور تو، تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے اب اگر تو انہیں سزا دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر معاف کردے تو تو زبردست ہے، حکمت والا ہے۔ اللہ فرمائے گا یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے اُن کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا، اُن کے لیے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، یہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہی بڑی کامیابی ہے۔ زمین اور آسمانوں کی سلطنت کی بادشاہی اور اُن میں موجود تمام چیزوں کی ملکیت اللہ ہی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

الغرض اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے یہ سارے فضل واحسانات یاد دلا کر مسیح علیہ السلام سے دریافت کرے گا کہ اے عیسیٰ ؑ ابن مریم ؑ! کیا تُو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے علاوہ مجھے اور میری ماں کو بھی اپنا الٰہ بنالو؟ یہ سُن کر خوف سے مسیح لرز اُٹھے گا اور کہے گا تو(اس نوع کی شرکیہ تہمتوں سے) پاک ہے مجھے ہرگز یہ روانہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق نہ تھا، اگر میں نے ایسا کچھ بھی کہا ہوتا تو تجھ کو یقیناً اس کا علم ہوتا۔ تو جانتا ہے جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ تیرے دل میں ہے، غیب کی باتوں کا جاننے والا تو بس تو ہی ہے، تیرے سوا کوئی اور عالم الغیب نہیں۔ میں نے تو اُن سے کچھ بھی نہیں کہا اُن باتوں کے سوا جن کا آپ نے مجھے پہنچانے کا حکم دیا تھا، وہ یہ کہ ایک یکتا و تنہا اللہ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ میں تو اُسی وقت تک ان پر گواہ تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان رہا تھا۔ جب تو نے مجھے واپس بلا لیا تو پھر تو اُن پر نگراں تھا اور تو، تو ہر چیز کی پوری خبر رکھتا ہے۔ اب اگر تو اِنہیں سزا دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر معاف کردے تو تو زبردست ہے، حکمت والا ہے۔ اللہ کے ساتھ مسیح ؑ اور اُس کی ماں کو الٰہ بنالینے کے صریح شرک کے مجرموں کے لیے عیسیٰ ؑ ابن مریم ؑ کی زبانی معافی کی یہ درخواست سن کر اللہ فرمائے گا یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے اُن کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا، اُن کے لیے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، یہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہی بڑی اور حقیقی کامیابی ہے، جو اس زمین پر پیدا ہونے والے کسی انسان کو مل سکے۔ زمین اور آسمانوں کی سلطنت کی پادشاہی اور اُن میں موجود تمام چیزوں کی ملکیت اللہ ہی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ ۱۲۰

☆☆☆☆☆

ضروری نکات، سوالات و یادداشتیں